مسلسل اشاعت کے 59 سال

ماہنامہ الحق

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

705

ذیقعدہ

۱۴۴۵ھ

مئی ۲۰۲۴ء

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلیٰ اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیمًا

جلد نمبر 59

شمارہ نمبر 08

ذیقعدہ ۱۴۴۵ھ

مئی ۲۰۲۴ء

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ

الحق

اکوڑہ خٹک

مدیر اعلیٰ	نگران	باہتمام	بانی
حافظ راشد الحق سمیع حقانی	مولانا حامد الحق حقانی	حضرت مولانا انوار الحق صاحب	حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ

نائب مدیران: مولانا حبیب اللہ حقانی، مولانا محمد اسلام حقانی

منتظمین: مولانا محمد فہد، بابر حنیف

فہرست مضامین

- نقش آغاز: دارالعلوم حقانیہ میں جدید لائبریری کے قیام کا خواب شرمندہ تعبیر...... مولانا راشد الحق سمیع ۲
- قربانی کا فلسفہ اور فضائل .... شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق ۴
- شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کا سفر جاپان .... مولانا محمد اسامہ سمیع ۱۴
- حضرت مولانا امین الحق گستوئیؒ .... مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی ۱۹
- مادہ پرستی اور زندگی پر اس کے اثرات .... پروفیسر سعود عالم قاسمی ۲۵
- کرپٹو کرنسی کی ماہیت و حقیقت .... ڈاکٹر مبشر حسین رحمانی ۳۵
- موسمِ گرما سے متعلق شریعت کی تعلیمات .... مفتی محمد راشد ڈسکوی ۴۹
- اہل غزہ کے مظالم پر مغربی اقوام کی صدائے احتجاج .... ابو غفران احمد ۵۸
- مسلم حکمرانوں کی خوئے غلامی .... مولانا محمد صابر حسین ندوی ۶۰
- دارالعلوم کے شب و روز .... صاحبزادہ عبدالحق ثانی ۶۱
- تعارف و تبصرہ کتب .... مولانا محمد اسلام حقانی ۶۳

ماہنامہ ''الحق''، جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔ آفس فون نمبر: 630435 -923 92+

ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com -------- موبائل نمبر: 03159898998 ـ 0333-9167789

ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk -------- فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak

سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/70 روپے۔ سالانہ -/800 روپے۔ بیرون ملک 40$ امریکی ڈالر

پبلشر: مولانا راشد الحق سمیع، جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نقش آغاز

مولانا راشد الحق سمیع
مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''الحق''

دارالعلوم حقانیہ میں جدید لائبریری کے قیام کا خواب شرمندہ تعبیر

الحمدللہ! جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے جدید دارالتدریس ''امام الشہدا'' کی چوتھی منزل پر ایک جدید وسیع مرکزی کتب خانے (سنٹرل لائبریری آف جامعہ حقانیہ) کا قیام عمل میں لایا جاچکا ہے۔ اسلامی مدارس اور علمی مراکز کے تعلیمی نظام میں لائبریری ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے، دینی تعلیمی اداروں کے لئے کتب خانے کا وجود نہایت ضروری ہے، زمانہ قدیم سے کتب خانے دینی مدارس کا جزولاینفک رہے ہیں۔ موجودہ دور میں ہمارے اکثر دینی مدارس میں کتب خانے اتنے منظم، وسیع اور جامع نہیں ہوتے جتنے کہ ہونے چاہئیں۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ دینی مدارس اپنے کتب خانوں کو ازسرِنو مرتب کر کے انہیں دورحاضر کے تمام تقاضوں سے بھی ہم آہنگ کریں۔ اس ضرورت کے تحت حضرت والد مکرم مولانا سمیع الحق شہیدؒ اور راقم کی دِلی آرزو اور دیرینہ تمنا تھی کہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں جدید تقاضوں سے ہم آہنگ ایک عظیم الشان، وسیع نئی لائبریری علماء، طلباء اور اسکالرز کے لئے قائم کی جائے، الحمدللہ برسہا برس کی محنتوں کے بعد اب یہ پوری ہوگئی ہے۔ گوکہ راقم کو اس سنگ میل کو عبور کرنے میں کافی وقت لگا اور بے شمار مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن آج لائبریری کی رونق، جامعیت، الماریوں اور کتابوں کی خوبصورتی، اس کی تدوین، ترتیب، صفائی اور اسے منظم کرنے کے بعد ساری ذہنی و جسمانی تھکاوٹ دور ہوگئی ہے اور گلشن حقانیہ میں لائبریری کے قیام سے ظاہری و معنوی حسن دوبالا ہوگیا ہے اور اس نئے علمی گلدستے سے شاہکار دارالتدریس کی عمارت میں چار چاند لگ گئے ہیں۔ وما توفیق الا باللّٰہ

نئی لائبریری میں متنوع موضوعات قرآنیات، حدیث نبوی، سیرت نبوی، فقہ اسلامی، مختلف علوم وفنون، مذاہب وادیان عالم، ادبیات، فلسفہ وسائنس، تاریخ وجغرافیہ اور درجنوں نئے موضوعات پر ہزاروں کتابیں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ مخطوطات کا بھی ایک بڑا وافر حصہ موجود ہے جس میں

دسیوں موضوعات پر متعدد قلمی کتابیں صدیوں پرانی موجود ہیں۔ دینی مدارس کے طلباء کے علاوہ سکولز، کالجز، یونیورسٹیز کے طلباء بھی جامعہ کی اس وسیع لائبریری سے بھرپور استفادہ کرسکتے ہیں۔اس لائبریری میں اسکالرز کے لئے جدید سہولیات کا انتظام بھی کیا گیا جس میں کیٹلاگ، کمپیوٹر، پرنٹر، اسکینر، انٹرنیٹ اور نگرانی کے خودکار کیمروں کی سہولت موجود ہے جس سے اسکالرز کے لئے مطالعہ میں آسانی ہوگی۔ لائبریری کی چوتھی منزل تک پہنچنے کے لئے دو جدید ترین سپین کی لفٹوں کی تنصیب بھی کی گئی ہے۔لائبریری کے دونوں جانب بلند و بالا چھتوں سے وادی اکوڑہ خٹک کے خوبصورت مناظر بھی دلکشی کا باعث ہیں۔ ان شاء اللہ عنقریب ہی اس جدید لائبریری کی باقاعدہ افتتاحی تقریب منعقد کی جائے گی ۔اس کے علاوہ جدید لائبریری کی ترتیب ، تدوین اور منتقلی میں موتمر المصنفین کی ساری ٹیم مولانا اسامہ سمیع ،مولانا فیض الرحمٰن ،مولانا محمد اسلام حقانی، مولانا شوکت علی حقانی، مولانا حزب اللہ جان حقانی ،مولانا راحت نیاز حقانی، مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی ، مولانا محمد فہد، مولانا وسیم اکرم حقانی ، جناب بابر حنیف ، انجینئر عبدالصبور صاحبان اور جامعہ کے طلباء نے دن رات محنت کی ، میں اپنی موتمر کی ٹیم اور جامعہ حقانیہ کے تمام اسٹاف کا شکرگزار ہوں جنہوں نے میرے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔

لائبریری کے معائنے کے لئے حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب ، حضرت مولانا حامد الحق صاحب، حضرت مولانا مفتی ذاکرحسن نعمانی صاحب، حضرت مولانا فیض الرحمٰن صاحب ،حضرت مولانا مفتی مختار اللہ حقانی، حضرت مولانا حبیب اللہ قاسمی صاحب ،حضرت مولانا بلال عابد صاحب ، ڈاکٹر محمد نعیم حقانی صاحب ،مولانا محمد نعمان صاحب کراچی، عبداللہ الشیرانی المکی صاحب ،مولانا عبدالخالق ہمدرد صاحب اور مولانا سجاد الحجابی صاحب تشریف لائے تھے، اللہ تعالیٰ اس سعی کو اپنی رضا اور ہمارے اس چھوٹے عمل کو طلباء میں کتب بینی کا ذوق بڑھانے کا باعث بنائے اور اسے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ ،شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب ،مولانا حامد الحق صاحب ، جامعہ کے بانیین ،اساتذہ اور چندہ دہندگان کے لئے صدقہ جاریہ اورطلباء وتشنگان علم کے لئے اِسے حوضِ کوثر کی مانند بنائے ۔(آمین)

کاغذ کی یہ مہک، یہ نشہ روٹھنے کو ہے
یہ آخری صدی ہے کتابوں سے عشق کی
أعز مکان في الدنی سرجُ سابِح
و خیر جلِیس في الزمانِ کِتاب

خطاب: حضرت مہتمم شیخ الحدیث مولانا انوارالحق مدظلہ

قربانی کا فلسفہ اور فضائل

نحمده و نصلی علی رسوله الكريم اما بعد فأعوذ بِاللّٰہِمن الشیطٰنِ الرجیمِ بِسمِ اللّٰهالرحمٰنِ الرحِیمِ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَ لَمْ یُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ (المائده :۲۷)

’’اور سنا ان کو حال واقعی آدم کے دو بیٹوں کا جب نیاز کی دونوں نے کچھ نیاز اور مقبول ہوئی ایک کی اور نہ مقبول ہوئی دوسرے کی۔ کہا میں تجھ کو مار ڈالوں گا وہ بولا اللہ قبول کرتا ہے تو پرہیزگاروں سے۔‘‘

عن أبِي هريرة قال قال رسول اللّٰهصلى اللّٰهعليهِ وسلم من وجد سعة فلم يضحِ فلا يقربن مصلانا (مسند احمد ٧٩٢٤)

’’حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے پاس گنجائش ہو اور وہ پھر بھی قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ آئے۔‘‘

معزز سامعین کرام! آپ کے علم میں ہے کہ عید الاضحیٰ قریب ہے جس میں عام طور پر مسلمان قربانی کا فریضہ انجام دیتے ہیں، یہ مسلمانوں کا عظیم تہوار ہے اور یوم نحر یعنی ۱۰ ذی الحجہ کو دنیا بھر میں صاحب استطاعت مسلمان قربانی کرتے ہیں، قربانی ایک بہت بڑی عبادت ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ ثواب کا وعدہ کر رکھا ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بھی اس پر دال ہے کہ قربانی کرنے والے کو بہت ثواب ملتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں پر بھی بہت شدید نکیر کی ہے اور شدید زجر اور تنبیہ کی ہے جو لوگ باوجود وسعت اور استطاعت کے، قربانی نہیں کرتے۔ اس وجہ سے آج ہم کوشش کریں گے کہ مختصر وقت میں قربانی کی فضیلت قربانی کے مسائل واحکام کا سرسری جائزہ پیش کریں لیکن اس سے پہلے قربانی کی ابتدا کا جاننا انتہائی ضروری ہے کہ قربانی کی ابتداء کس طرح ہوئی؟

قربانی کی اِبتدا

قربانی کی ابتدا کے متعلق یہ تصور پایا جاتا ہے کہ قربانی کی تاریخ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل وقابیل کی قربانی سے ہی شروع ہوتی ہے، یہ سب سے پہلی قربانی تھی، اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

وَاتۡلُ عَلَيۡهِمۡ نَبَاَابۡنَىۡ اٰدَمَ بِالۡحَقِّ ۘ اِذۡ قَرَّبَا قُرۡبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنۡ اَحَدِهِمَا وَ لَمۡ يُتَقَبَّلۡ مِنَ الۡاٰخَرِ (المائدۃ:۲۷)

''اور آپ اہلِ کتاب کو آدم کے دو بیٹوں کا واقعہ صحیح طور پر پڑھ کر سنا دیجیے، جب ان میں سے ہر ایک نے اللہ کے لئے کچھ نیاز پیش کی تو ان میں سے ایک کی نیاز مقبول ہوگئی اور دوسرے کی قبول نہیں کی گئی۔''

یعنی یہ پہلی قربانی تھی جو کرہ ارض پر پیش کی گئی اور اس کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام کے دو فرزندان ہابیل اور قابیل نے کی۔ ہابیل نے مینڈھے کی قربانی کی اور قابیل نے کھیت کی پیداوار میں سے کچھ غلہ صدقہ کر کے قربانی پیش کی، اس زمانے کے دستور کے موافق آسمانی آگ نازل ہوئی اور ہابیل کے مینڈھے کو کھا لیا، قابیل کی قربانی کو چھوڑ دِیا اور یہ اس وقت قبولیت کی نشانی تھی کہ جس قربانی کو آسمانی آگ کھا جاتی وہ قربانی قبول ہوتی تھی اور جس کو یونہی چھوڑ دیا جاتا تو یہ اس بات کی نشانی ہوتی کہ یہ قربانی قبول نہیں ہوئی تو ہابیل کی قربانی عمدہ مال سے تھی اور وہ اخلاص پر مبنی تھی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول کیا لیکن قابیل کی قربانی کو اللہ تعالیٰ نے قبول نہیں کیا کیونکہ اس میں نہ اخلاص تھا نہ اس نے اپنے مال کا قیمتی حصہ بلکہ ردی حصہ قربانی کے لئے پیش کیا تھا۔

اِس سے معلوم ہوا کہ قربانی کا عبادت ہونا حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے ہے اور اس کی حقیقت تقریباً ہر ملت میں رہی، البتہ اس کی خاص شان اور پہچان حضرت اِبراہیم وحضرت اِسماعیل علیہما السلام کے واقعہ سے ہوئی اور اسی کی یادگار کے طور پر امتِ محمد یہ پر قربانی کو واجب قرار دیا گیا۔

قربانی واقعہ ابراہیم کے تناظر میں

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا واقعہ تو آپ بچپن سے سنتے آ رہے ہیں اور ہر خطیب کے زبانی یہ واقعہ سنا ہوگا۔ بہت مشہور واقعہ ہے لیکن یہاں میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ حضرت ابراہیمؑ نے خواب دیکھا کہ وہ اپنی بیٹے اسماعیل علیہ والسلام کو ذبح کر رہے ہیں

جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قران کریم میں فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ (الصفٰت : ۱۰۲)

''سو جب وہ لڑکا ایسی عمر کو پہنچا کہ ابراہیم کے ساتھ چلنے لگا، تو ابراہیم نے فرمایا کہ برخوردار میں خواب دیکھتا ہوں کہ میں تم کو بارگاہ الٰہی ذبح کر رہا ہوں سوتم بھی سوچ لو کہ تمہاری کیا رائے ہے۔ وہ بولا کہ ابا جان آپ کو جو حکم ہوا ہے آپ (بلا تامل) کیجیے، ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے دیکھیں گے۔''

حضرت ابراہیمؑ نے اپنے فرزند ارجمند سے جب اس خواب کا تذکرہ کیا کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں کہ آپ کو ذبح کر رہا ہوں تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ ان شاء اللہ مجھے صبر کرنے والے پائیں گے، آپ کو جو حکم رب کی طرف سے ملا ہے، آپ اس کو پورا کیجئے۔ دراصل اگر آپ اس پر غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ بچپن سے انبیاء کی تربیت کرتے ہیں، حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بھی نبوت دینے کا فیصلہ کیا گیا تھا اس لیے بچپن سے ہی اللہ تعالیٰ نے ان میں فہم وفراست اور برداشت وتحمل کا مادہ رکھا تھا حالانکہ اس عمر کے بچے اس طرح فیصلہ نہیں کر سکتے لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کو نبوت دینی تھی ان کے باطن کو پہلے سے اتنا پاک صاف کر دیا تھا کہ جیسے ہی ان کے والد نے سے اس خواب کا تذکرہ کیا تو انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ یہ تو خواب ہے ممکن ہے کہ اس کے پیچھے کوئی اور اشارہ یا حکمت ہو بلکہ فوراً ہی فرمایا کہ جیسے آپ کرنا چاہتے ہیں، کر گزرے۔ ان شاء اللہ مجھے آپ صبر کرنے والے پائیں گے پھر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے حضرت ابراہیمؑ نے تاریخ انسانی کا وہ عظیم الشان کارنامہ انجام دیا جس کا مشاہدہ نہ اس سے پہلے کبھی زمین وآسمان نے کیا اور نہ اس کے بعد کریں گے۔ حضرت اسماعیلؑ کو منہ کے بل زمین پر لٹا دیا، چھری تیز کی، آنکھوں پر پٹی باندھی اور اس وقت تک پوری طاقت سے چھری اپنے بیٹے کے گلے پر چلاتے رہے، جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ صدا نہ آ گئی:

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ (الصٰفٰت : ۱۰۵)

''تو نے سچ کر دکھایا خواب ہم یوں دیتے ہیں بدلہ نیکی کرنے والوں کو۔''

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ جنت سے ایک مینڈھا بھیج دیا گیا جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کردیا۔ اس واقعہ کے بعد سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے جانوروں کی قربانی کرنا خاص عبادت میں شمار ہوگیا، چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے بھی ہر سال قربانی نہ صرف مشروع کی گئی بلکہ اس کو اسلامی شعار بنایا گیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر جانوروں کی قربانی کا یہ سلسلہ کل قیامت تک جاری رہے گا۔

قربانی کی حقیقت قرآنِ کریم کی روشنی میں

ہم سب کے لیے سب سے پہلا اساسی اصول قرآن کریم ہے کہ جو چیز قرآن کریم میں ذکر ہے جس پیرائے اور جس تناظر میں ذکر کی گئی ہے اسی طرح سے اس کو قبول کرنا ہمارے لیے ضروری ہے، قرآن کریم نے اللہ تعالیٰ نے جگہ بہ جگہ قربانی کا ذکر کیا ہے اور قربانی کے حکمتوں کو واضح کیا گیا ہے اور قربانی کرنے والوں کے عمل کو سراہا گیا ہے چونکہ قربانی کو اللہ تعالیٰ نے شعائر اللہ میں سے قرار دیا ہے پھر اس کی تعظیم کرنے والوں کو سراہا ہے، مختلف پہلو سے اللہ تعالیٰ نے قربانی اور قربانی سے متعلق احکام کو واضح کیا ہے، سورۃ حج میں ہے:

وَ الْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَ الْمُعْتَرَّ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ بَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ (الحج: ۳۵-۳۶)

''اور ہم نے تمہارے لئے قربانی کے اونٹوں کو عبادتِ الٰہی کی نشانی اور یادگار مقرر کیا ہے، ان میں تمہارے لیے اور بھی فائدے ہیں، سو تم ان کو نحر کرتے وقت قطار میں کھڑا کرکے ان پر اللہ کا نام لیا کرو اور پھر جب وہ اپنے پہلو پر گر پڑیں تو ان کے گوشت میں سے تم خود بھی کھانا چاہو تو کھاؤ اور فقیر کو بھی کھلاو، خواہ وہ صبر سے بیٹھنے والا ہو یا سوال کرتا پھرتا ہو، جس طرح ہم نے اِن جانوروں کی قربانی کا حال بیان کیا، اِسی طرح ان کو تمہارا تابع دار بنایا تاکہ تم شکر بجالاؤ! اللہ تعالیٰ کے پاس ان قربانیوں کا گوشت اور خون ہرگز نہیں پہنچتا بلکہ اس کے پاس تمہاری پرہیزگاری پہنچتی ہے، اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو تمہارے لیے اِس طرح مسخر

کر دِیا ہے تا کہ تم اس احسان پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی کرو کہ اس نے تم کو قربانی کی صحیح راہ بتائی، اور اے پیغمبر! مخلصین کو خوش خبری سنا دیجیے۔''

سورۃ حج ہی میں دوسرے مقام پر اسے شعائر اللہ میں سے قرار دیتے ہوئے اس کی عظمت بتائی گئی اور قربانی کی تعظیم کو دل میں پائے جانے والے تقوی خداوندی کا مظہر قرار دِیا ہے۔

وَ مَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ (الحج: ۳۲)

''اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی نشانیوں اور یادگاروں کا پورا احترام قائم رکھے تو ان شعائر کا یہ احترام دِلوں کی پرہیز گاری سے ہوا کرتا ہے۔''

ایک بہت بڑی خاص فضیلت ہے اور قربانی کا ایک بہت بڑا فائدہ ہے کہ جو شخص قربانی کرتا ہے اور شعائر اللہ کے ضمن میں قربانی کی تعظیم کرتا ہے، یہ اس کے دل میں تقوی پیدا کرنے کا باعث ہے۔ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور اللہ تعالیٰ کی خشیت پیدا ہوتی ہے، اس سے بڑھ کر کیا فائدہ ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص قربانی کرتا ہے اس کے نتیجے میں اسکے دل میں اللہ کا خوف پیدا ہوتا ہے۔

سابق انبیا کرامؑ کی شریعتوں میں قربانی کا تسلسل حضرت عیسی علیہ السلام کی بعثت تک پہنچتا ہے، جس کا طریقہ یہ تھا کہ قربانی ذبح کی جاتی اور وقت کے نبی علیہ السلام دعا مانگتے اور آسمان سے خاص کیفیت کی آگ اترتی اور اسے کھاجاتی جسے قبولیت کی علامت سمجھا جاتا تھا، قرآنِ کریم میں ہے:

اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ (ال عمران: ۱۸۳)

''یہ لوگ ایسے ہیں جو یوں کہتے ہیں کہ اللہ نے ہمیں حکم دے رکھا ہے کہ ہم کسی رسول کی اس وقت تک تصدیق نہ کریں؛ جب تک وہ ہمارے پاس ایسی قربانی نہ لائے کہ اس کو آگ کھا جائے۔''

ہم نے ابتدائی تاریخ بیان کرتے ہوئے ابھی واضح کیا کہ قربانی کی تارِیخ پہلے اِنسان ہی سے شروع ہوجاتی ہے:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَ لَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ (المائدۃ: ۲۷)

''اور آپ اہل کتاب کو آدم کے دو بیٹوں کا واقعہ صحیح طور پر پڑھ کر سنا دیجئے،

جب ان میں سے ہرایک نے اللہ کے لئے کچھ نیاز پیش کی تو ان میں سے ایک کی نیاز مقبول ہوگئی، اور دوسرے کی قبول نہیں کی گئی۔''

قران کریم میں ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے قربانی کا ذکر نماز کے ساتھ فرمایا ہے اللہ تعالی ارشادفرماتے ہیں کہ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ابن کثیر اِس آیت کے تحت رقمطراز ہیں:

قال ابن عباس وعطاء ومجاهد وعكرمة والحسن: يعني بذلك نحر البدن ونحوها، وكذا قال قتادة ومحمد بن كعب القرظي، والضحاك والربيع وعطا الخراساني والحكم وإسماعيل بن أبي خالد وغير واحد من السلف۔

''حضرت ابن عباسؓ، حضرت عطا، مجاہد، عکرمہ رحمہم اللہ سمیت متعدد مفسرین فرماتے ہیں کہ وانحر سے اونٹ کا نحر ہی مطلوب ہے جو قربانی کے لئے جانے والے جانور میں سے بڑا جانور ہے۔''

غالبًا یہی وہ حوالہ ہے جس کو لیکر فقہا نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ عیدالاضحیٰ کی نماز سے پہلے قربانی کرنا جائز نہیں ہے بلکہ عیدالاضحیٰ کی نماز پڑھنے کے بعد قربانی کرنی ہوگی تو جہاں عید کی نماز ہوتی ہے وہاں نماز سے پہلے قربانی جائز نہیں اگر کسی نے کی تو وہ دوبارہ قربانی کرے گا، اگر جہاں عیدالاضحیٰ کی نماز نہیں پڑھی جاتی یعنی ہمارے ہاں دیہاتوں میں اکثر عیدالاضحیٰ کی نماز نہیں ہوتی تو وہاں نماز سے پہلے بھی قربانی کی جاسکتی ہے یعنی طلوع فجر کے بعد قربانی جائز ہو جاتی ہے لیکن جہاں نماز پڑھی جاتی ہے وہاں نماز کے بعد قربانی جائز ہوتی ہے۔دوسری جگہ اللہ تعالیٰ ارشادفرماتے ہیں کہ:

لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَ يَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ (الحج:۲۸)

''تاکہ یہ سب آنے والے اپنے اپنے فائدوں کی غرض سے پہنچ جائیں اور تاکہ قربانی کے مقررہ دِنوں میں خدا کا نام لیں جو خدا نے ان کو عطا کئے ہیں، تم ان قربانیوں میں سے خود بھی کھانا چاہو تو کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو کھلاؤ۔''

قربانی احادیث مبارکہ کی روشنی میں

حدیث میں بھی قربانی کی فضیلت اور قربانی کی حکمتوں کا ذکر بارہا کیا گیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر موقع پر بالخصوص عیدالاضحیٰ کے قریب آنے پر صحابہ کرام کو خصوصی طور پر قربانی کی

ترغیب دیتے تھے اور قربانی کی حکمتوں کو ذکر فرماتے تھے کہ جو شخص قربانی کریگا تو اس کو اللہ اتنا اتنا ثواب دیگا وغیرہ۔ اس طرح حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ یوم نحر میں سب سے زیادہ بہترین عمل قربانی کرنا ہے۔

عن عائشة رضی اللّٰہ عنھا قالت: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ما عمل ابن آدم من عمل یوم النحر أحب الی اللّٰہ من اھراق الدم وأنه یأتی یوم القیامة بقرونھا وأشعارھا وظلافھا وان الدم لیقع من اللّٰہ بمکان قبل أن یقع بالأرض فطیبوا بھا نفسا (مشکوۃ المصابیح)

''حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِبن آدم (اِنسان) نے قربانی کے دِن کوئی ایسا عمل نہیں کیا جو اللہ کے نزدِیک خون بہانے (یعنی قربانی کرنے) سے زیادہ پسندیدہ ہو اور قیامت کے دِن وہ ذبح کیا ہوا جانور اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہوجاتا ہے، لہٰذا تم اس کی وجہ سے (قربانی کرکے) اپنے دِلوں کو خوش کرو۔''

یعنی اگر کوئی عید الاضحیٰ کے دن کتنا بھی نیک عمل کرلے لیکن وہ قربانی کے عمل کو نہیں پہنچ سکتا یعنی یوم نحر کے دن خون بہانا ہی افضل عمل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پوری امت اب تک اس پر متفق آرہی ہے کہ عید الاضحیٰ کے دن سب سے بہترین اور سب سے افضل عمل اہراق الدم یعنی خون بہانا ہے جو شخص قربانی کرئے گا وہ بہترین عمل کرنے والا ہوگا۔

اسی طرح ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قربانی کے متعلق سوال کیا گیا جیسا کہ حضرت زید بن ارقمؓ کی حدیث مبارک میں آتا ہے کہ:

قال أصحاب رسول اللّٰہ: یا رسول اللّٰہ!ما ھذہ الأضاحی؟ قال: سنة أبیکم إبراھیم علیه السلام، قالوا: فما لنا فیھا یا رسول اللّٰہ؟ قال:بکل شعرۃ حسنة، قالوا: فالصوف؟ یا رسول اللّٰہ قال: بکل شعرۃ من الصوف حسنة (مشکوۃ)

''حضرت زید بن ارقمؓ راوِی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! یہ قربانی کیا ہے؟ فرمایا: تمہارے باپ اِبراہیم علیہ السلام کا طریقہ (یعنی ان کی سنت) ہے، صحابہ نے عرض کیا کہ پھر اس میں ہمارے لئے کیا

(اجر وثواب) ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جانور کے) ہر بال کے بدلے ایک نیکی، انہوں نے عرض کیا کہ (دنبہ وغیرہ اگر ذبح کریں تو ان کی) اون (میں کیا ثواب ہے؟) فرمایا: کہ اون کے ہر بال کے بدلے ایک نیکی۔''

اس سے بڑی فضیلت کیا ہوسکتی ہے کہ ایک تو یہ ہمارے جد امجد حضرت ابراہیمؑ کی سنت ہے اور پھر اس میں ہمارے لیے کتنا ثواب رکھا گیا ہے کہ ہمارے ہاں کوئی ایک شخص قربانی کرتا ہے تو اس کو ہر بال کے بدلے ایک نیکی ملتی ہے۔ اس سے بڑھ کر ایک بہت بڑی خوشخبری جو میں آپ کو دینا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جو شخص بھی قربانی کرتا ہے تو قربانی ذبح کرتے وقت خون کے پہلے قطرے سے اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہ معاف کر دیتے ہیں۔ یہ میں خود سے نہیں کہہ رہا بلکہ حدیث اس پر موجود ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا تھا کہ آپ جا کر اپنی قربانی کے پاس رہے کیونکہ اس کا پہلا قطرہ جب زمین پر گرتا ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کے سارے گناہ معاف فرمائیں گے، حدیث شریف میں آتا ہے کہ:

عن أبی سعیدؓ قال:قال رسول اللّٰہصلی اللّٰہعلیه وسلم یا فاطمة! قومی إلی أضحیتك فاشهدیها، فإن لك بأول قطرة تقطر من دمها أن یغفرلك ما سلف من ذنوبك قالت: یا رسول اللّٰہ! ألنا خاصة أهل البیت أو لنا وللمسلمین؟ قال: بل لنا وللمسلمین۔

''حضرت ابوسعیدؓ سے رِوایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنی بیٹی حضرت سیدہ فاطمہؓ سے) فرمایا: اے فاطمہ! اٹھو اور اپنی قربانی کے پاس رہو (یعنی اپنی قربانی کے ذبح ہوتے وقت قریب موجود رہو) کیونکہ اس کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرنے کے ساتھ ہی تمہارے پچھلے تمام گناہ معاف ہوجائیں گے، حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا! اللہ کے رسول! یہ فضیلت ہم اہل بیت کے ساتھ مخصوص ہے یا عام مسلمانوں کے لئے بھی ہے؟ آپ نے فرمایا ہمارے لئے بھی ہے اور تمام مسلمانوں کے بھی۔''

اسی طرح کی روایت حضرت علیؓ سے بھی مروی ہے کہ:

أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہعلیه وسلم قال: یا فاطمة!قومی فاشهدی

أضحيتك، فإن لك بأول قطرة تقطر من دمها مغفرة لكل ذنب، ما أنه يجيء بلحمها ودمها توضع فى ميزانك سبعين ضعفا۔ قال أبو سعيد: يا رسول اللّٰه! هذا لآل محمد خاصة، فانهم اهل لما خصوا به من الخير، وللمسلمين عامة؟ قال:لآل محمد خاصة،و للمسلمين عامة (الترغيب والترهيب)

''حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت فاطمہؓ سے) فرمایا:اے فاطمہ! اٹھواور اپنی قربانی کے پاس (ذبح کے وقت) موجود رہو اِس لئے کہ اس کے خون کا پہلا قطرہ گرنے کے ساتھ ہی تمہارے تمام گناہ معاف ہوجائیں گے، یہ قربانی کا جانور قیامت کے دِن اپنے گوشت اور خون کے ساتھ لایا جائے گا اور تمہارے ترازو میں ستر گنا(زیادہ) کرکے رکھا جائے گا،حضرت ابوسعید نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ فضیلت خاندانِ نبوت کے ساتھ خاص ہے جو کسی بھی خیر کے ساتھ مخصوص ہونے کے حق دار ہیں یا تمام مسلمانوں کے لئے ہے؟ فرمایا: یہ فضیلت آلِ محمد کے لیےخصوصا اور عموما تمام مسلمانوں کے لیےبھی ہے۔''

جس طرح قربانی کے کرنے پر بے شمار فضائل کا ذکر کیا گیا ہے اس طرح قربانی نہ کرنے پر بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی سخت وعید بیان فرمائی ہے،حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے، ان لوگوں پر جو طاقت کے باوجود بھی قربانی نہیں کرتے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت میں آتا ہے کہ:

قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من وجد سعة لأن يضحى فلم يضح، فلايحضر مصلانا(الترغيب والترهيب)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قربانی کرنے کی گنجائش رکھتا ہو پھر بھی قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔''

قربانی کا فلسفہ

قربانی کیا ہے؟ اور قربانی کا فلسفہ کیا ہے یعنی کس چیز کی وجہ سے قربانی کی جاتی ہے اور

قربانی کا بنیادی مقصد کیا ہے؟ اس کو وضاحت کے ساتھ سمجھنے کے لیے حضرت امام شاہ ولی اللہؒ کے موقف کو جاننا ضروری ہے کہ وہ اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

والثانی:یوم ذبح إبراهيم ولده إسماعيل عليهما السلام، وانعام الله عليهما: بان فداه بذبح عظيم، اذ فيه تذكر حال أئمة الملة الحنيفية والاعتبار بهم فى بذل المهج، والأموال فى طاعة الله، وقوة الصبر، وفيه تشبه بالحاج، وتنويه بهم، وشوق لماهم فيه ولذلك سن التكبير۔

''اور دوسرا (عیدالاضحیٰ) وہ دِن ہے کہ جس میں حضرت اِبراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اِسماعیل علیہ السلام کے ذبح (کا اِرادہ کیا)، اور اللہ کا ان پر اِنعام ہوا کہ حضرت اِسماعیل علیہ السلام کے بدلے عظیم ذبیحہ (جنتی مینڈھا) عطا فرمایا؛ اِس لیے کہ اس میں ملت اِبراہیمی کے ائمہ کے حالات کی یاد دِہانی ہے، اللہ کی اِطاعت میں ان کے جان ومال کو خرچ کرنے اور اِنتہائی درجہ صبر کرنے کے واقعہ سے لوگوں کو عبرت دِلانا مقصود ہے، نیز اس میں حاجیوں کے ساتھ مشابہت ہے اور ان کی عظمت ہے اور جس کام میں وہ مشغول ہیں اس میں ان کو رغبت دِلانا ہے، یہی وجہ ہے کہ تکبیرات (تشریق) کو مسنون کیا گیا ہے۔''

یعنی قربانی کی وجہ سے انسان میں انتہائی درجے کا صبر پیدا ہوتا ہے اور قربانی سے انسان میں دین کے لئے ہر چیز قربان کرنے کا جذبہ اجاگر کیا جاتا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے کی قربانی کے لئے تیار ہوئے تھے تو اس کے ساتھ مشابہت پیدا کرنی چاہیے کیونکہ ہم بھی دین کے لئے قربانی دینا چاہتے ہیں۔ ہمیں ہر چیز اللہ تعالیٰ کے دین پر قربان کرنی ہوگی۔ اس کے لئے نہ ہم مال دیکھیں گے نہ جان دیکھیں گے نہ وقت دیکھیں گے بلکہ جس چیز کا جس وقت میں مطالبہ کیا جائے گا ہم اس کو اللہ کی راہ میں قربان کریں گے۔

قربانی کے حوالے سے کچھ مسائل و احکامات ہیں جن کو سمجھنا انتہائی ضروری ہے اور ان کو سمجھے بغیر کوئی بھی انسان صحیح طرح سے قربانی کا فریضہ انجام نہیں دے سکتا اور نہ ہی وہ ان نتائج تک پہنچ سکتا ہے جو قربانی کے ضمن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کی گئی ہے۔ اس حوالے سے اگلے جمعہ میں بات کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس
ضبط وترتیب: مولانا اسامہ سمیع حقانی

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کا سفر جاپان

(آخری قسط)

جاپان میں ہر بچہ (جو چار یا پانچ سال کا ہوتا ہے) صبح جب سکول جاتا ہے تو وہ پہلے ٹوتھ برش کرتا ہے اور ٹوتھ پیسٹ اپنے ساتھ ضرور بیگ میں لاتا ہے، والدین نے ان کو اس کی عادت کروائی ہوتی ہے، وضو تو نہیں کرتے کیونکہ وہ نماز نہیں پڑھتے لیکن روز بچوں سے کہتے ہیں کہ ٹوتھ برش کرلو، پھر دوپہر کو دوبارہ کھانے کے لئے جب بیٹھیں گے تو بچے پھر ٹوتھ برش کریں گے، والدین اور اساتذہ ان کو سمجھاتے ہیں، گھر میں جب سونے لگتے ہیں تب یہ برش کر کے سوتے ہیں، جب صبح اٹھتے ہیں تب بھی برش کر کے صبح کا آغاز کرتے ہیں، ان بچوں کی پرورش اسی حساب سے کی جاتی ہے، وہاں ہر بچے کے خوبصورت سفید دانت ہوتے ہیں، یہ کیوں ہیں؟ اس لئے کہ گھر اور سکول سے ان کو صفائی اور ستھرائی کی تربیت دی جاتی ہے اور ہمارے لوگ تو بچپن سے ہی نسوار شروع کر دیتے ہیں تو بچہ وہ طریقہ سیکھ لیتا ہے، باپ بچے کو کہتا ہے کہ بیٹا جاؤ! دکان سے میرے لئے نسوار لے آؤ تو بچہ والد کے اس عمل کو دیکھ کر خود اس کا عادی ہو جاتا ہے، مجال ہے کہ وہاں والدین گھر میں اپنے بچوں کے سامنے یا استاد سکول میں اپنے شاگرد کے سامنے سگریٹ نوشی کرے، جاپان میں لوگ سگریٹ پیتے ہیں لیکن اس کے لئے جگہ مخصوص ہوتی ہے، عام کھلی جگہ پر آپ سگریٹ نہیں پی سکتے۔ ہمارے ہاں بھی پہلے زمانے میں باپ اپنے بچوں کے سامنے سگریٹ نوشی نہیں کرتا تھا کہ کہیں بچے اس کے عادی نہ ہو جائے لیکن آج کل والدین اپنے بچوں کو پیسے دے کر دکان سے سگریٹ یا نسوار لانے کا کہتے ہیں۔ صفائی ستھرائی کو ہماری اسلامی تعلیمات میں بھی بڑی اہمیت حاصل ہے یہ ایمان کا اہم جزء ہے، ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل سنت مسواک ہے، جب وفات ہو رہے تھے تب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک کر رہے تھے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے وقت میرے سینے پر ٹیک لگائے ہوئے تھے تو میرے بھائی عبدالرحمانؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے ہاتھ میں ایک تازہ مسواک استعمال کے لئے تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مسواک کی طرف دیکھتے رہے تو میں سمجھ گئی اور فرمایا کہ یا رسول اللہ! مسواک کرنے کو دل کر رہا ہے تو فرمایا کہ ہاں! تو میں نے بھائی سے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک شروع کی اور قسم ہے کہ ایسا عمدہ طریقہ سے مسواک زندگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کی تھی، مسواک تھوڑی سخت تھی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ نرم کر دوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ ہاں! تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسواک لی اور اسے اپنے دانتوں سے چبا کر اچھی طرح جھاڑنے اور صاف کرنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی، آپ نے وہ مسواک استعمال کی پھر وہ مسواک مجھے عنایت فرمائی جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب مبارک لگا ہوتھا تو جلدی سے میں نے مسواک کو اپنے منہ میں لی اور اچھی طرح استعمال کی تو میں وہ مبارک عورت ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب دہن میرے لعاب دہن سے ملا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری وقت میں بھی مسواک کرنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔

جاپان میں بچوں کو صفائی ستھرائی کے علاوہ یہ بھی سکھایا جاتا ہے کہ روڈ کیسے کراس کرنا ہے؟ سرخ بلب کا کیا مطلب ہے؟ سبز کا کیا مطلب ہے؟ راستے میں گند پڑا ہو اس کو ڈسٹ بن میں کیسے ڈالنا چاہیے؟ کسی کو نقصان اور تکلیف نہیں دینی چاہیے، اپنے کام سے کام رکھنا چاہیے، قانون کی مکمل پاسداری کرنی چاہیے۔ان کے اساتذہ ان بچوں کے ساتھ سکول میں کھیلتے ہیں، کھاتے ہیں، پیتے ہیں ان کو ہر حال میں خوش رکھتے ہیں اور ہمارے بچے سکول جاتے وقت روتے ہیں، ناراض ہوتے ہیں۔ یہاں تو بچے چھٹی کیلئے خوش ہوتے ہیں، جاپان میں بچے سکول جانے کے لئے خوش ہوتے ہیں کیونکہ وہاں کے سکولوں میں بچوں کے لئے کھانے، پینے اور کھیلنے کا مکمل انتظام ہوتا ہے، وہاں بچے سکول میں فری پیریڈ میں شور بھی مچا سکتے ہیں، کھا بھی سکتے ہیں لیکن جب گھر واپس آتے ہیں تو گھروں میں شور مچانا منع ہے، گھروں کے سامنے کوڑا کرکٹ نہیں پھینک سکتے۔ وہاں بچوں کو سب کچھ سکول میں سکھایا جاتا ہے کہ بچوں کے ساتھ کیسے کھیلو گے؟ صفائی ستھرائی کیسے کرو گے؟ کوڑا کرکٹ کہاں اور کیسے پھینکو گے؟ یہ تربیت ان کو سکول میں دی جاتی ہے، ناراض نہیں ہونا ہمارے سکول میں تعلیم ہے لیکن تربیت نہیں، ہم اپنے مدرسوں میں تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت پر بھی زور دے رہے ہیں (الحمدللہ) میں خود دورہ حدیث کے طلبہ کرام کو بھی تربیت دیتا ہوں، میں ان کو بتاتا ہوں کہ مدرسے کے باہر آپ نے

زندگی کیسے گزارنی ہے؟ایک دوسرے سے تکرارنہیں کرنی ، جھگڑے نہیں کرنے ، ہمیشہ اساتذہ کی عزت اور بڑوں کا احترام کرنا ہے،ان کو جو تربیت چاہیے ہم ان کو وہ تربیت دیتے ہیں، مدرسوں میں طلباء اپنے اساتذہ کی عزت کرتے ہیں،اساتذہ کلاس میں داخل ہوتے ہی طلباء اپنے استاد کی احترام میں اپنی جگہ پر کھڑا ہوکر اساتذہ کا استقبال کرتے ہیں، بچوں سے پیار اور محبت کرتے ہیں۔

میں نے تو الحمدللہ اپنے سکول کے اساتذہ کی قدر کی ہے، ابھی تو میرے سکول کے سب اساتذہ وفات پاچکے ہیں۔ میں نے ان کی عزت واحترام کیا ہے، جب وہ آتے تھے تو میں ان کے لئے کھڑا ہو جاتا، میں بھی اپنے اساتذہ کے بچوں کی اب بھی عزت کرتا ہوں کہ یہ میرے استاد کے بچے ہیں، انہوں نے مجھے سکول میں سبق سکھایا ہے، مجھے استاد نے انگلش سکھائی ہے اے بی سی سکھائی ہے لیکن میں اس کی بھی قدر کرتا ہوں، ہمارے سکولوں میں بچوں کو تربیت نہیں دی جاتی، ہمارے سکولوں میں جا کر دیکھ لیں سٹوڈنٹ اپنے ٹیچر کی قدر نہیں کرتے، ان کے ساتھ لڑتے جھگڑتے ہیں،ان کو گالیاں دیتے ہیں،ان کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔

کل میں پشاور گیا تھا ایک یونیورسٹی میں مطالعہ سیرت کا ایک ڈیپارٹمنٹ ہے جو پانچ چھ سال سے بند پڑا تھا ، ہمارے گورنر صاحب نے بحال کر دیا اس میں مجھے بھی مدعو کیا گیا تھا اور بھی علمائے کرام موجود تھے تو وہاں کچھ ذکر آیا جاپان کا تو میں نے وہاں جاپانیوں کی صفائی کے متعلق بات کی، وہاں ایک پروفیسر صاحب نے مجھے کہا کہ مولانا صاحب !میں نے ایک سکول پرنسپل سے کہا کہ سکول میں بچوں سے صفائی کروایا کریں تاکہ بچوں کی اعلیٰ تربیت ہوسکے ، کچھ دن بعد اس پرنسپل کی کال آئی کہ آپ نے مجھے بےعزت کر دیا، میں نے کہا کہ کیوں کیا ہوا ہے؟اس نے بتایا کہ ایک بچے کے باپ کی کال آئی کہ میں اپنا بچہ سکول صفائی کے لئے نہیں بلکہ سبق اور پڑھائی کیلئے بھیجتا ہوں، آئندہ اس سے صفائی نہ کروایا کریں، کیا یہ ہمارے اخلاق ہیں؟ اتنا غرور، تکبر ہمارے دماغ میں بھرا ہوا ہے۔تکبر بہت بری چیز ہے۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبر کو ناپسند فرمایا ہے، جاپان میں ایسے تکبر والے لوگ نہیں ہیں ،وہاں تین سال تک بچوں کی تربیت دی جاتی ہے، عاجزی سکھائی جاتی ہے ،لوگ ایک دوسرے کیساتھ بڑے نرم لہجے اور اطمینان سے بات کرتے ہیں۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق انہوں نے اپنائے ہیں اور ہم اس پر عمل پیرا نہیں، ان کے بچے جب تین سال کے ہو جاتے ہیں تو سکول میں داخل کروا دیتے ہیں اور سولہ سال تک ان کو اچھی

تعلیم وتربیت دی جاتی ہے، وہاں پر بچوں کو فیل نہیں کیا جاتا، نتیجہ میں یہ نہیں کہا جاتا کہ یہ فیل ہے اور وہ پاس۔ جاپان کے سکولوں میں پیون (چپڑاسی) نہیں ہے، وہاں صفائی اساتذہ، پرنسپل اور سٹوڈنٹس خود کرتے ہیں، وہاں چوکیدار بھی نہیں ہے کیونکہ وہاں بہت زیادہ امن ہے، ایک دن کہیں جا رہا تھا کہ سکول کے بچوں کی چھٹی ہوگئی، بچے سکول سے ایک لائن کی شکل میں نکل رہے تھے اور اپنے اساتذہ کرام کو الوداع کہہ رہے تھے اور وہاں اگر بارش ہو جائے تو پھر ماں باپ کو فون کر کے بتا دیتے ہیں کہ بچوں کو لینے آ جائیں، جاپانی بچوں کو ملک اور قوم کا سرمایہ سمجھتے ہیں، ہم اپنے بچوں کو مارتے ہیں، ڈانٹتے ہیں، میں تمام اساتذہ کرام سے درخواست کرتا ہوں کہ بچوں کو نہ ماریں ان سے محبت کریں، ان پر شفقت کریں جس طرح اپنے بچوں کے ساتھ کرتے ہوں، ان کو گلے لگائیں، محبت سے پڑھائیں ان کو ایک عظیم انسان بنائیں۔ جاپان میں بچوں کو ہنر بھی سیکھائی جاتی ہے، جیسے کہ کارپینٹر، سلائی، زمینداری، سب ضرورت کی چیزیں ان کو سکول میں سکھائی جاتی ہے تاکہ یہ بچے اپنے گھروں کے تمام ضروری کام وقت پر خود کر سکیں۔

کافی عرصے سے جاپان کے متعلق آپ لوگوں کو حالات بیان کر رہا ہوں، جاپان میں کسی چیز کی کمی نہیں ہے صرف ایمان کی کمی ہے، وہاں کے سٹور بہت بڑے ہوتے ہیں، جس میں کسی قسم کی چیز کی کمی نہیں ہوتی اور ہر چیز اوریجنل ہوتی ہے، پشاور میں ایک دن ایک ریڑھی والے کے پاس (جو لیموں بیچ رہا تھا) چلا گیا، میں نے اس سے قیمت پوچھی تو اس نے قیمت بتائی پھر مجھے لیموں سے بھرا شاپر تھما دیا، جب میں نے دیکھا تو وہ سارے خراب تھے۔ جاپان میں ایسی بات نہیں ہر فروٹ فروش کے پاس چاقو ہوتا ہے، پہلے خود چیک کر کے پھر بعد میں آپ کو دیتا ہے۔ پشاور میں ایک ریڑھی والے کے پاس گیا، اس نے مجھے شاپر دیا کہ اس میں ڈالو جتنا لے سکتے ہو، جب پانچ کلو کا شاپر بھر گیا، پیسے دیئے گھر پر جب پہنچا تو اہلیہ نے کہا کہ یہ کیا لائے ہو؟ میں نے کہا کہ سیب ہے نا، اہلیہ نے کہا کہ یہ تو سارے کے سارے خراب ہیں، جب میں نے دیکھا واقعی اس سے بدبو آ رہی تھی، بہت غصہ آیا، پھر کسی بندے نے بتایا کہ ریڑھی والے کے پاس پانچ کلو کا شاپر خراب سیب کا پہلے سے پڑا ہوتا ہے، دھوکہ سے وہ آپ کو دیتا ہے، جاپان میں ہر حلال چیز پر حلال لکھا ہوتا ہے، دھوکہ نہیں کرتے، جاپان میں روڈوں کی صورتحال کچھ یوں ہے کہ تمام روڈ پر لائٹ ہوتی ہیں مگر رات دس بجے لائٹوں کو بجھا دیتے ہیں۔ جاپان میں ایک پہاڑ ہے جو تین ہزار فٹ بلندی پر ہے وہاں آتش فشاں ہے

اور آج بھی وہاں کے لوگ اس سے ڈرتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ دوبارہ وہ زلزلہ آجائے،لوگ اس پہاڑ میں ایسا کیمیکل ڈالتے ہیں جس سے پہاڑ کے اندر گرم عناصر (لاوا) کو ٹھنڈا کر دیتا ہے جس سے وہ باہر نہیں آتا، یہ سارا پہاڑ درختوں سے بھرا پڑا ہے، وہاں کوئی شخص درخت نہیں کاٹ سکتا، اگر کاٹے گا تو حکومت سے اجازت لے گا، وہاں کی زمین بہت قیمتی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ جاپان ہم سے ہزار گنا دنیا کے لحاظ سے ترقی زیادہ کر چکا ہے، افسوس کہ ہمارے مسلمانوں میں نہ دنیا کی ترقی کا کوئی راستہ ہے اور نہ اخلاقی ترقی کا کوئی راستہ ہے، مسلمان یہ نہیں سوچتے کہ ہماری کامیابی کا واحد راستہ ایمان ہے۔شیطان ہماری بربادی پر لگا ہوا ہے شیطان ہمیں کسی صورت کامیاب نہیں دیکھنا چاہتا ہے۔اسی طرح کا ایک واقعہ ہے کہ حضرت امام رازیؒ کے پاس اس وقت شیطان آیا جب وہ حالت موت میں تھے، اس وقت شیطان نے حضرت امام رازیؒ ؒ کے ساتھ مناظرہ شروع کیا، 360 سوالات شیطان نے حضرت امام رازیؒ سے کیے اور حضرت امام رازیؒ نے تمام کے جوابات دیئے، یہ مناظرہ شیطان نے وحدانیت کے اوپر کیا، ایک گھنٹہ مناظرے کے بعد آخر میں شیطان نے یہ سوال کیا کہ تم اللہ کو ایک کس دلیل سے مانتے ہو؟ (اللہ تعالیٰ نے حضرت امام رازیؒ کے دل میں یہ القا کیا کہ) میں اللہ کو بغیر دلیل کے ایک مانتا ہوں ، شیطان فوراً بھاگ گیا۔ ایسا نہ ہو کہ ہم دنیا کمانے پر اپنا سارا زندگی صرف کریں اور اپنی آخرت کی فکر کو چھوڑیں شیطان کا مقصد بھی یہی ہے ہمارا ایمان برباد کرے۔

جس طرح جاپان میں ہر چیز تو موجود ہے لیکن ایمان کی عظیم دولت ان کے پاس نہیں ہے بس یہی ان کی ناکامی ہے۔جاپانی لوگ ایک دوسرے کے ساتھ اور اپنے وطن کے ساتھ کسی صورت بھی غداری نہیں کرتے، ہمارے ملک میں بادشاہ سے لے کر ادنیٰ نوکر تک رشوت اور ملاوٹ پر لگے ہوئے ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔

جاپانیوں کی ترقی کا راز یہی ہے کہ وہ غدار نہیں، مسلمان اگر سچا مسلمان بن جائیں تو یہی جاپانی لوگ سارے کے سارے اسلام قبول کریں گے لیکن افسوس کہ ہم بہترین معاملات اور اخلاقیات کے حامل نہیں رہے۔اسلام صرف داڑھیوں اور نماز سے نہیں بلکہ درست معاملات کے ساتھ اللہ کے حضور پیش ہونے کا نام ہے، ہم برائے نام مسلمان تو ہیں لیکن اسلام کا نام نہیں ہے وہاں پر اسلام ہے لیکن مسلمان نہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو درست اور صحیح العقیدہ مسلمان بنائے (آمین)

مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی
مشرف شعبہ تخصصات

حضرت مولانا امین الحق گستوئیؒ

۱۳/مئی ۲۰۲۴ء بروز پیر جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے قدیم فاضل حضرت مولانا امین الحق گستوئی صاحبؒ بھی عارضہ قلب کی وجہ دارفانی سے دار بقاء کی جانب کوچ فرما گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

مولانا امین الحق گستوئی حقانی ضلع ژوب بلوچستان کے معروف عالم دین تھے، آپ بلوچستان کے مشہور بزرگ پیر طریقت حضرت عبدالحق گستوئیؒ کے گھر پیدا ہوئے۔ آپؒ کے والد گرامی حضرت عبدالحق گستوئیؒ سلسلہ نقشبندیہ کے بہت بڑے پیر اور خواجہ سراج الدینؒ کے خلیفہ مجاز تھے، آپؒ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی پھر ژوب اور کوئٹہ کے علماء سے مختلف علوم وفنون میں مہارت حاصل کی، درسِ نظامی کی تکمیل کیلئے ۱۹۷۷ء میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک تشریف لائے اور چار سال تک پڑھنے کے بعد ۱۹۸۱ء میں سندِ فراغت حاصل کی۔ اس دوران آپ اپنے محبوب اساتذہ کے بہت ہی قریب رہے اور ان کی خدمت میں کوئی فروگذاشت نہیں چھوڑی۔ بالخصوص محدث کبیر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے ساتھ قریبی تعلق رکھا۔ شیخ الحدیثؒ نے از خود اپنے گھر بلا کر اپنے رومال سے دستار بندی فرمائی اور دم وتعویذ کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔

دارالعلوم حقانیہ کے اساتذہ ومشائخ سے خصوصی تعلق رہا، بالخصوص شہید علم مولانا محمد علی سواتیؒ کے بہت قریب رہے اور ہر فن میں ان سے استفادہ کیا۔

یہ دور جامعہ دارالعلوم حقانیہ کا بہت ہی سنہرا رہا، اور ۸۰،۷۰ء کی دہائی میں دارالعلوم سے ایسے افراد ورجال کار نکلے جو اپنے اپنے میدانوں کے قائدین ہیں، قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ، مصنف کتب کثیرہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی، ممتاز ماہر تعلیم شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب، حضرت مولانا قاری محمد عمر علی، سابق سینیٹر حضرت مولانا قاری محمد عبداللہؒ اور دیگر حضرات اسی زمانے کے فضلاء، ہم درس وہم سبق تھے۔

مولانا گستوئیؒ کا تعلق چونکہ ایک روحانی اور خانقاہی خاندان سے تھا، اس لئے روحانی اصلاح، تصوف وسلوک اور خدمتِ خلق آپ کا ہدف رہا۔ اللہ تعالیٰ نے بذلہ سنجی کا ایک ایسا ملکہ عطا فرمایا تھا کہ جب کسی محفل میں ہوتے تو تمام محفل پر چھا کر میر محفل بنتے، مولانا کو اللہ نے تصنیف و تالیف کا ملکہ بھی عطا فرمایا تھا، خودتحریرفرماتے ہیں کہ: ''میرا تصنیف وتالیف کے میدان میں آنا اُستادِ مکرم مولانا سمیع الحق مدظلہٗ کی تشجیع وحوصلہ افزائی کی وجہ سے ہوا''۔

مولانا خود اپنے تصنیفی وتالیفی اور جملہ دینی خدمات کو دارالعلوم حقانیہ اور یہاں کے اساتذہ بالخصوص شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کا فیض اور دُعاؤں کا ثمر قرار دیتے۔ وفات تک مولانا کے قلم سے ایک درجن سے زائد تصنیفات نکلیں، جن کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:

عجائب قرآن

اس کتاب میں مولانا مرحوم نے قرآن مجید کی تعریف، وحی کی تعریف، وحی کی اقسام، معجزہ اور سحر میں فرق، کتاب اللہ اور کلام اللہ میں فرق، قرآن مجید کے علمی عددی اعجاز، قرآن مجید میں عجمی الفاظ کی تحقیق، عجمی الفاظ کے معلوم کرنے کے فوائد اور اس کے علاوہ قرآن مجید کے اور بہت سے عجائب و مضامین جمع کئے ہیں۔ یہ کتاب مولانا گستوئیؒ نے بلوچستان کی پشتو میں لکھی تھی، احقر راقم الحروف نے اپنے محبوب استاد مولانا عبدالقیوم حقانی اور مولانا گستوئیؒ کے حکم پر پشاوری پشتو اور اردو میں ترجمہ کیا ہے، کسی کتاب کی مقبولیت کے لئے یہ کافی ہے کہ ایک سال میں چار زبانوں کے ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکلیں۔ کتاب پر رسائل وجرائد کے علاوہ کوئٹہ بلوچستان کے ریڈیو نے بھی تبصرہ کیا ہے۔

فضائل ومسائل جمعہ

مولانا گستوئیؒ کے قلم سے سب سے پہلے یہی کتاب نکلی، کتاب کے انتساب میں تحریرفرمایا:

گر از چہ نیکاں نیم خود را بہ نیکاں بستہ ام
در ریاضِ آفرینش رشتۂ گلدستۂ ام

محدث جلیل، استاد العلماء، قائد شریعت، شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب نوراللہ مرقدہٗ کے نام!

جو احقر کے مربی وشیخ، مرکز علم دارالعلوم حقانیہ کے بانی ومہتمم، جہادِ افغانستان کے حامی و سرپرست، تحریک نفاذِ شریعت کے داعی اور اپنے وقت کے عظیم محدث تھے۔ جن کی شفقت اور دُعاؤں کی برکت سے اس گنہگار کو علم اور خدمتِ دین سے انتساب کی سعادت حاصل ہوئی''۔

مولانا موصوف نے اپنے علمی، تحقیقی اور ہمہ جہتی مطالعہ اور محنت و مشقت کر کے جمعہ کے فضائل و مسائل پر جامع کتاب لکھی جس کی ابتداء میں حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ اور حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہٗ کی وقیع تحریرات بھی موجود ہیں، یہ کتاب پہلی دفعہ مؤتمر المصنّفین سے شائع ہوئی اور دو دفعہ القاسم اکیڈمی سے چھپی۔ عام فہم، سلیس اور آسان انداز میں علماء، طلباء اور عوام الناس کے لئے یکساں مفید ہے۔

زادالفقیر شرح اردو نحومیر

مولانا گستوئیؒ نے جب دارالعلوم حقانیہ سے سندِ فراغت حاصل کی اور گاؤں تشریف لے گئے تو انہی ایام میں مولانا نے فرصت کو غنیمت جان کر نحومیر پر ایک مبسوط شرح لکھی، مگر تیس سال تک وہ صرف ان کی الماری کی زینت بنی رہی۔ ۲۰۰۷ء میں جب آپ کے صاحبزادے جامعہ ابوہریرہ میں مدرس ہوئے تو مولانا مرحوم کی یہ شرح اس وقت شائع ہوئی اور کسی مصنف ومؤلف کے لئے یقیناً یہ خوشی کی بات ہوتی ہے کہ ان کی حیات میں ان کی قلمی کاوش منظر عام پر آجائے اور عوام وخواص میں مقبول بھی ہو۔ چنانچہ یہی معاملہ مولانا موصوف کے ساتھ بھی ہوا، اکابر و مشائخ نے اس پر تقاریظ لکھیں اور رسائل و جرائد نے بھی بہت شاندار تبصرے کئے، مولانا عبدالقیوم حقانی کتاب کے پیش لفظ میں تحریر فرماتے ہیں:

> ''مولانا صاحب کا ایک خاص اندازِ تدریس ہے۔ اسی طرح ان کا اپنا ایک خاص اندازِ تصنیف بھی ہے سمجھانے میں یدِ طولیٰ رکھتے ہیں۔ ہنس مکھ ہیں اور لطائف میں اور روزمرہ کے امثال میں اصل مسئلہ سمجھادیتے ہیں۔ زادالفقیر اسی نہج پر مولانا کی ایک بہترین کاوش ہے''۔

یہ کتاب ۵۶۰ صفحات پر مشتمل ہے، تین دفعہ القاسم اکیڈمی سے چھپی۔

الفتح المبین شرح مفید الطالبین

مفید الطالبین ابتدائی طلباء کو پڑھائی جاتی ہے۔ لطائف وظرائف، واقعات و حکایات اور ضرب الامثال میں ایک بہترین تربیتی کتاب ہے۔ مولانا گستوئی نے اس کی بھی ایک جامع اور مبسوط شرح لکھی، ہر ضرب المثل ومقولہ کا ترجمہ، تشریح، لغوی تحقیق اور اس کے متعلق علماء کے اقوال، اشعار اور نحوی قواعد ذکر کئے ہیں۔ ۳۲۲ صفحات پر مشتمل اس شرح میں مولانا ظاہر شاہ حقانی اور احقر راقم الحروف کو کام کرنے کی سعادت حاصل رہی۔

تذکرہ وسوانح حضرت عبدالحق گستوئی

مولانا موصوف کے والد گرامی حضرت عبدالحق نقشبندیؒ بہت بڑے بزرگ، ولی اور صاحبِ کشف وکرامت تھے۔ آپ کی زندگی کے حالات وواقعات اگرچہ بلوچستان اور گردونواح کے لوگوں میں معروف ہیں مگر آئندہ نسلوں کے لئے مولانا موصوف نے ان کے زُہد وتقویٰ، استغناء، علم تصوف پر مکمل عبور، عجیب وغریب واقعات اور کرامات جمع کئے جسے پڑھ کر علمی اور روحانی نفع یقینی ہوجاتا ہے، مولانا ظاہر شاہ حقانی نے اس کتاب میں بھی اپنے والد کے ساتھ معاون ومرتب کے طور پر کام کیا ہے، گویا کہ اس کتاب کے ذریعے مولانا نے اپنے والد کی شخصیت کو زندہ اور اُجاگر کیا۔ ۲۳۰ صفحات پر مشتمل یہ کتاب خانقاہِ گستوئیہ حضرت کلے ژوب بلوچستان سے شائع ہوئی ہے۔

مسائل سلوک

علم تصوف اور سلوک وطریقت کے مسائل پر مشتمل کتاب ہے جو ابھی تک منظر عام پر نہیں آئی ہے۔

مجرباتِ گستوئی

مولانا گستوئیؒ کو والد گرامی حضرت عبدالحق نقشبندیؒ کے علاوہ محدثِ کبیر شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ سے بھی بعض عملیات وتعویذات میں اجازت حاصل تھی اور اسے مولانا نے موصوف نے خدمتِ خلق کے طور پر استعمال فرمایا اور بحمداللہ بہت سے مریض ان سے شفایاب ہوئے، ان ہی عملیات وتعویذات کو یکجا کرنے کی ضرورت اشد محسوس ہورہی تھی۔ مولانا موصوف نے کثیر مشاغل و مصروفیات کے باوجود ان کو مرتب کردیا ہے، اس کے بعض حواشی اور خواص پر برادرم مولانا محمد ظاہر شاہ حقانی کام کررہے ہیں، اللہ کرے جلد منظر عام پر آئے اور مولانا مرحوم کیلئے صدقہ جاریہ بنے۔

مسجد الحرام کا تاریخی اور تحقیقی جائزہ

یہ کتاب کراچی میں مولانا موصوف کے کسی دوست نے لکھی تھی۔ جو انہوں نے مولانا کے حوالے کی۔ مولانا نے نئی ترتیب، حواشی اور وقیع مقدمہ کے ساتھ شعبۂ تصنیف وتالیف خانقاہِ گستوئیہ ژوب سے شائع کردی ہے۔

تسہیل مشکلات الہدایہ

فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ کے مشکل مقامات کی تسہیل کے ساتھ مختصر مگر جامع شرح مولانا

موصوف کے زیر ترتیب تھی مگر زندگی نے وفا نہ کی۔

التوضیح الشافی لدلائل الأحناف فی أصول الشاشی

مولانا مرحوم کو خداوندِ قدوس نے تمام علوم وفنون میں بے مثال ملکہ عطاء فرمایا، علم الأصول تو گویا ان کی گھٹی کی چھری ہے، درجہ ثالثہ میں پڑھائی جانے والی کتاب اصول الشاشی میں احناف کے جتنے دلائل ہیں، اس کی توضیح وتشریح فرمائی، علم اصول کے تمام کتب کا نچوڑ کہنا چاہیئے۔ کاش! یہ کتاب مولانا کی زندگی میں طبع ہوتی۔

مشکلات القرآن

قرآن مجید اور تفسیر قرآن سے مولانا مرحوم کو خصوصی شغف تھا، ان کی ہر مجلس میں قرآن مجید کے باریک نکات کی تشریح وتوضیح ہوتی، آپ نے ''مشکلات القرآن'' کے موضوع پر بعض فوائد تحریر فرمائے ہیں جو کہ طباعت کے منتظر ہیں۔

پٹھانوں کی روایات شریعت کی روشنی میں

پشتون، پٹھان من حیث القوم ایک دیندار قوم ہے۔ تاریخی لحاظ سے بھی بہادر اور دلیر اور علمی روایات کی امین قوم ہے، مولانا مرحوم نے پٹھانوں کے رواجات و روایات کو جمع کر کے شریعت سے موازنہ کیا ہے، اس لئے کہ ان کے اکثر افعال شریعت کے عین مطابق ہیں اور انہیں پتہ بھی نہیں کہ یہ اسلام ہے، یہ کتاب بھی ابھی تک مخطوط ہے۔

علمی جواہر

وسعتِ مطالعہ اور تبحر علمی میں مولانا مرحوم اپنے اساتذہ بالخصوص مشائخِ حقانیہ کے پرتو اور نظیر تھے، دورانِ مطالعہ جو بات اچھی معلوم ہوتی اسے نوٹ فرماتے، علمی نکات، لطائف وظرائف کا ایک حسین مجموعہ، جس میں مولانا مرحوم کی ظریفانہ طبیعت کی ظرافت اور نصف صدی کے تجربوں کی تجوریاں بھی ہیں، خدا کرے کہ یہ کتاب بھی جلد شائع ہو۔

مسنون دُعائیں

صبح وشام اور روزمرہ کی مسنون دُعاؤں کا مجموعہ ۱۴۵ صفحات پر مشتمل شعبۂ تصنیف وتالیف خانقاہِ گستوۂ ژوب سے شائع ہوئی۔

فضائل درود شریف واستغفار

درود شریف کے برکات، فضائل اور درود شریف کے الفاظ جو احادیث میں وارد ہیں، استغفار کے فضائل اور روزانہ استغفار منزل بہ منزل ۔ ۱۱۸ صفحات پر مشتمل شعبۂ تصنیف وتالیف خانقاہِ گستوئی ژوب نے شائع کی ہے۔مولانا مرحوم مادر علمی جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے قابلِ فخر فرزند تھے، ان کے مضامین بھی ''الحق'' و ''القاسم'' میں شائع ہوتے رہتے ،مولانا مرحوم نے اپنی ان تمام کوششوں کے بارے میں تحریرفرماتے ہیں:

> ''والد کریمؒ کی دُعاؤں اور قاری ثناء الحق صاحب کے اصرار نے دارالعلوم دیوبند کے بعد جنوبی ایشیاء کی سب سے بڑی اسلامی یونیورسٹی مرکز علم دارالعلوم حقانیہ کے پُرانوار ماحول میں پہنچا دیا اور پانچ سال تک دارالعلوم میں اکابر اساتذہ، مشائخ اور جید افاضل سے بھرپور استفادہ کی سعادت حاصل ہوئی۔ بالخصوص محدثِ کبیر، قائد شریعت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ بانی ومہتمم دارالعلوم حقانیہ کے درسِ حدیث، نجی مجالس، مستجاب دُعاؤں، خصوصی شفقت وعنایت اور کرم فرمائیوں کا یہ ثمرہ مرتب ہوا کہ آج بندہ سے اللہ تعالیٰ تھوڑی بہت دین کی خدمت لے رہا ہے۔''

تحفة اللبيب فی شرح شمائل الحبيب صلی اللّٰه عليه وسلم

مولانا گستوئیؒ مرحوم ایک سچے عاشق رسول تھے، سیرتِ طیبہ سے بے پناہ محبت تھی، آپ کے ذاتی کتب خانہ میں سیرت کے موضوع پر دسیوں کتابیں اور شمائل نبویؐ کی شروحات موجود ہیں، ''شمائل ترمذی'' کی شرح پشتو زبان میں لکھ کر سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کیا، قلیل عرصہ میں اس کی تین اشاعتیں ختم ہوگئیں، اردو زبان میں ترجمہ کی سعادت احقر راقم الحروف کو حاصل ہے جس پر خود حضرت شارحؒ نے نظر ثانی بھی فرمائی تھی۔

مولانا مرحوم کی ساری زندگی خدمت خلق، علم وادب اور تصنیف وتالیف میں گزری، ان کے وفات سے نہ صرف ژوب بلوچستان بلکہ پورا پختونخوا ایک بڑے عالم دین سے محروم ہوگیا، اللہ تعالیٰ ان کے خاندان اور متعلقین کو صبر وجمیل عطا فرمائے اور مولانا کو اعلیٰ علیین میں جگہ نصیب فرمائے (آمین)

پروفیسر محمد سعود عالم قاسمی*

مادہ پرستی اور زندگی پر اس کے اثرات

اللہ تعالیٰ نے انسان کو تمام جانداروں سے بہتر اور افضل مخلوق بنایا ہے، اسے شکل وصورت اور جسمانی ساخت بھی بہتر عطا کی ہے اور عقل وشعور اور فہم وفراست سے بھی نوازا ہے۔ انسان جسم اور روح دونوں کا مجموعہ ہے اور انسان کی زندگی جسم اور روح ہی کے اتصال سے قائم رہتی ہے۔جسم اور روح کے اپنے تقاضے ہیں جن کو پورا کرکے انسان مکمل انسان بنتا ہے۔کھانا، پینا، پہننا، اوڑھنا، سونا اور جاگنا، جنس کی تکمیل کرنا، سردی اور گرمی کے اثرات سے بچنا، خوشی اور غم کے حالات سے گزرنا، یہ سب جسم کے تقاضے ہیں، جبکہ علم وعرفان، عبادت، ذکر، عدل وانصاف، اخلاص واخلاق، ایثار وقربانی، ہمدردی اور خدمت خلق، یہ سب روح کے تقاضے ہیں۔ انسان جب ان تقاضوں کو توازن کے ساتھ پورا کرتا ہے تو مکمل انسان بن جاتا ہے اور جب ان تقاضوں کو نظر انداز کرتا ہے اور کسی ایک طرف جھک جاتا ہے تو یک رخا اور ادھورا انسان رہ جاتا ہے۔افراط وتفریط میں مبتلا ہوکر وہ انسانیت کی تنقیص کرتا ہے، تکمیل نہیں کرتا۔یہ انسان کی کمزوری ہے کہ کبھی وہ روح کے تقاضوں کی تکمیل میں اتنا مبالغہ کرتا ہے کہ جسم کے جائز تقاضوں کو نظر انداز کردیتا ہے بلکہ کبھی کبھی جسم کو تکلیف پہنچانے میں روح کی عافیت محسوس کرتا ہے۔ وہ ترک لذت اور ترک دنیا کی اس انتہا پر پہنچ جاتا ہے جہاں تعمیر وترقی کا اور تہذیب وتمدن کی خدمت کا جذبہ گھٹ کے رہ جاتا ہے اور وہ اسے روحانیت کی معراج سمجھ لیتا ہے۔روحانی سکون کی تلاش میں انسان خویش واقارب اور خاندان، انسانی آبادی اور سماج تک کو چھوڑ دیتا ہے۔ جنگلوں، ویرانوں اور پہاڑوں میں گوشہ عافیت تلاش کرلیتا ہے اور انسانوں سے الگ تھلگ ہوکر زندگی گزارنے لگتا ہے۔اسلام اسے رہبانیت کا نام دیتا ہے۔رہبانیت اپنی شکل وصورت اور مزاج وماحول کے لحاظ سے کتنی ہی سادہ اور معصوم کیوں نہ لگتی ہو مگر اسلام اس

---

* سابق ڈین فیکلٹی آف تھیالوجی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا کیوں کہ نہ یہ انسانی زندگی کا مطلوبہ معیار ہے اور نہ اس پر انسانی آبادی کو گامزن اور مطمئن کیا جاسکتا ہے۔ اگر سب لوگ اس طرزِ زندگی کو اختیار کرلیں تو انسانی دنیا ویرانے میں تبدیل ہوجائے گی اور دنیا حیوانیت کی آماج گاہ اور موذی جانوروں کی شکار گاہ بن کر رہ جائے گی۔ پچھلے زمانے میں بودھ، مانی اور حضرت عیسیٰ مسیح کے ماننے والوں میں بہت سے لوگوں نے روحانیت کے حصول کے لیے ایسی ہی طرزِ زندگی اختیار کی تھی، مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو پسندیدہ نگاہوں سے نہیں دیکھا اور اس پر تنقید کرتے ہوئے فرمایا۔

> ''اور رہبانیت انھوں نے خود ہی ایجاد کرلی ہم نے اسے ان پر فرض نہیں کیا تھا مگر اللہ کی خوشنودی کی طلب میں انھوں نے خود ہی یہ بدعت نکالی اور پھر اس کی پابندی کرنے کا جو حق تھا اسے ادا نہ کیا۔ ان میں سے جو لوگ ایمان لائے ہوئے تھے ان کا اجر ہم نے ان کو عطا کیا مگر ان میں سے اکثر لوگ فاسق ہیں۔'' (الحدید: ۲۷)

رہبانیت جسم کے حقوق اور اس کے تقاضوں کی تکمیل سے صرف نظر کرلیتی ہے اور روحانی مسرتوں کے حصول کے لیے صرف نفس کشی اور ترک دنیا کو اپنا لائحہ عمل بنالیتی ہے۔ رہبانیت کے برخلاف ایک دوسرا تصور زندگی ہے جو مادہ پرستی پر مبنی ہے، جس میں انسان روح کے تقاضوں کو نظر انداز کردیتا ہے، صرف نفس اور جسم کے تقاضوں کی تکمیل کے لیے جدوجہد کرتا اور اسی میں پوری عمر بسر کردیتا ہے۔ مادہ پرستی انسان کو خودغرض اور مفاد پرست بنادیتی ہے۔ وہ اس دنیا کی زندگی کو سب کچھ سمجھ لیتا ہے اور اپنی ذات اور اپنی فیملی کے گرد گھومتا رہتا ہے۔ اسی کے نفع ونقصان کی فکر کرتا ہے، اسی کے رنج و غم سے سروکار رکھتا ہے اور اسی کی تعمیر وترقی کے خواب دیکھتا ہے۔ قرآن نے مادہ پرستی کے اس تصور کی ترجمانی اس طرح کی ہے: ''یہ لوگ کہتے ہیں کہ زندگی بس یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے، یہیں ہمارا مرنا اور جینا ہے اور گردش ایام کے سوا کوئی چیز نہیں جو ہمیں ہلاک کرتی ہو، درحقیقت اس معاملہ میں ان کے پاس کوئی علم نہیں ہے یہ محض گمان کی بنا پر باتیں کرتے ہیں۔ (الجاثیہ: ۲۴)

مادہ پرستی میں مبتلا ہوکر انسان ضمیر وجدان، قلب و روح، علم وعرفان، سب کے تقاضے بھول جاتا ہے۔ اس کی نگاہِ ہوس صرف مادی وجود پر مرتکز ہوکر رہ جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ موت جیسی اٹل حقیقت سے بھی جان بچانے اور راہ فرار اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے اگرچہ اس میں کامیاب نہیں ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں اس کی ترجمانی اس طرح کی گئی ہے۔

''تم انہیں سب سے بڑھ کر جینے کا حریص پاؤ گے حتیٰ کہ یہ اس معاملہ میں مشرکوں سے بھی بڑھے ہوئے ہیں ان میں سے ایک ایک شخص یہ چاہتا ہے کہ کس طرح ہزار برس جئے حالانکہ لمبی عمر بہر حال اُسے عذاب سے تو دور نہیں پھینک سکتی، جیسے کچھ اعمال یہ کر رہے ہیں اللہ تو انھیں دیکھ ہی رہا ہے۔''(البقرہ: ٦٩)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بوڑھے انسان کا دل بھی طویل عمر اور مال کی محبت میں جوان رہتا ہے (صحیح مسلم)

مادہ پرست لوگ اس زمینی حقیقت کو نظر انداز کر دیتے ہیں کہ دنیا میں سارا ساز وسامان کسی ایک شخص کو نہیں ملتا بلکہ ہر شخص کو بقدر محنت اور بقدر توفیق ملتا ہے۔ دنیا کے سارے انسان مال ودولت اور اسباب راحت میں برابر نہیں ہو سکتے، انسان کی آزمائش اس میں ہے کہ کوئی مال دار ہے اور کوئی نادار، کوئی توانا ہے اور کوئی کم زور، کوئی مخدوم ہے اور کوئی خادم، آزمائش کی بات یہ ہے کہ کون شکر کرتا ہے اور کون صبر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''دنیا کی زندگی میں ہم نے لوگوں کے درمیان انکی معیشت تقسیم کر دی ہے اور ان میں سے بعض کے درجے بعض کے اوپر بلند کر دیئے ہیں تاکہ ایک دوسرے سے خدمت لیں، اور تیرے رب کی رحمت اس دولت سے زیادہ قیمتی ہے جسے یہ لوگ جمع کر رہے ہیں اور اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک ہی طریقہ کے ہو جائیں گے تو ہم رحمٰن کے منکروں کے گھروں کی چھتیں اور ان کی سیڑھیاں جن سے وہ بالاخانوں پر چڑھتے ہیں اور انکے دروازے اور انکے تخت جن پر وہ تکیے لگا کر بیٹھتے ہیں سب سونے اور چاندی کے بنوا دیتے، یہ تو محض دنیاوی زندگی کا سامان ہے اور آخرت تیرے رب کے یہاں صرف پاکبازوں کیلئے ہے'' (الزخرف ٢٣-٥٣)

ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ کو ٹیکس وصول کرنے کے لیے بحرین بھیجا، ٹیکس کا مال لے کر جب وہ مدینہ واپس آئے تو انصار کو ان کی آمد کی اطلاع ملی، وہ لوگ فجر کی نماز میں مسجد نبوی میں حاضر ہوئے، نماز ادا کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو مڑ کر دیکھا تو مسکرائے اور فرمایا: میرا خیال ہے کہ تم لوگوں کو ابوعبیدہ کے مال لانے کی خبر ملی ہے۔ ان حضرات نے کہا جی ہاں! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوش ہو جاؤ اور اللہ نے

تمہارے لیے جو میسر کیا ہے اس کی امید رکھو۔ اللہ کی قسم مجھے تم لوگوں کے بارے میں فقر و تنگدستی کا خوف نہیں ہے لیکن مجھے یہ ڈر ہے کہ دنیا اسی طرح تمہارے سامنے پھیلا دی جائے گی جس طرح تم سے پہلے کے لوگوں کے لیے پھیلا دی گئی تھی، پھر وہ لوگ دنیاداری میں جس طرح مقابلہ کرنے لگے تم لوگ بھی اسی طرح مقابلہ کرنے لگو گے۔ یہ چیز تم کو اسی طرح ہلاک کر دے گی جس طرح ان لوگوں کو ہلاک کر چکی ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الزہد)

مادہ پرستی کا نام ترقی نہیں ہے

مادہ پرستی صرف مال وزر کی تقدیس اور پرستش کا نام نہیں ہے بلکہ یہ اپنا فلسفہ حیات، اپنی تہذیب اپنا تمدن، اپنا نظام اور اپنے داخلی اور خارجی اثرات رکھتی ہے۔ یہ رہبانیت کی طرح سادہ اور بے ضرر نہیں بلکہ نہایت مضر اور فسوں کار ہے، یہ استحصالی نظام اور شاطرانہ مزاج رکھتی ہے، اس نظام میں سب کچھ مال و دولت کی فراوانی، مادی منفعت اور ذخیرہ اندوزی ہے، اس کے علاوہ کسی دوسری چیز کو اتنی اہمیت حاصل نہیں ہے۔ انسانی تعلقات اور مذہبی خدمات سب ثانوی ہیں۔ یہاں تک کہ ترقی کا تصور بھی صرف مادی پرستی تک محدود ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس مادہ پرستانہ ذہنیت اور نظام پر تبصرہ کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی ہی پر راضی اور مطمئن ہو گئے ہیں اور جو لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں ان کا آخری ٹھکانا جہنم ہوگا ان بُرائیوں کی پاداش میں جن کا ارتکاب وہ غلط عمل سے کرتے تھے۔'' (یونس: ۷-۸)

مولانا ابوالاعلیٰ نے مال و دولت اور عیش و عشرت کے عارضی اور فانی ہونے پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے: ''دنیا کی زندگی اور اس کی زینتیں سب عارضی ہیں، ہر بہار کا انجام خزاں ہے، ہر شباب کا انجام ضعیفی اور موت ہے۔ ہر عروج کا زوال دیکھنے والا ہے لہٰذا دنیا وہ چیز نہیں ہے جس کے حسن پر فریفتہ ہو کر آدمی خدا اور آخرت کو بھول جائے اور یہاں کی چند روزہ بہار کے مزے لوٹنے کی خاطر وہ حرکتیں کرے جو اس کی عاقبت کو برباد کر دے''۔ (تفہیم القرآن، سورۃ الزمر، آیت ۲۰)

قرآن کریم اس خیال کی پرزور تردید کرتا ہے کہ صرف مادی ترقی کا نام ترقی ہے۔ قرآن نے ایک موزوں مثال قارون کی پیش کی اور اس کے دردناک انجام کو دکھایا ہے۔ قارون مال و دولت اور ثروت کا خزانہ اپنے پاس رکھتا تھا۔ اس کی مالداری ضرب المثل تھی۔ اس کے باوجود وہ ہلاک

ہوگیا۔ اگر صرف مادی ترقی کی اہمیت ہوتی اور اسے قبولیت حاصل ہوتی تو مال ودولت کے ذریعے ترقی یافتہ انسان کبھی ہلاک وبرباد نہیں ہوتے۔

''ایک روز قارون اپنی قوم کے سامنے اپنے پورے ٹھاٹھ کے ساتھ نکلا۔ جو لوگ حیات دنیا کے طالب تھے، اسے دیکھ کر کہنے لگے کاش ہمیں بھی وہی کچھ ملتا جو قارون کو دیا گیا ہے، یہ تو بڑا نصیب والا ہے مگر جو لوگ علم رکھنے والے تھے وہ کہنے لگے کہ افسوس تمہارے حال پر، اللہ کا ثواب بہتر ہے اس شخص کیلئے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے اور یہ دولت نہیں ملتی مگر صبر کرنے والوں کو، آخر کار ہم نے قارون کو اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا پھر کوئی اس کے حامیوں کا گروہ نہ تھا جو اللہ کے مقابلہ میں اس کی مدد کرتا اور نہ وہ خود اپنی مدد آپ کرسکا۔'' (القصص: ۷۹-۸۱)

مادہ پرستی کے اثرات

انسانی زندگی پر مادہ پرستی کے اثرات منفی اور مضر ہوتے ہیں۔ مادہ پرست کسی کو بظاہر نقصان نہ پہنچائے تب بھی اس کی ذہنیت انسانی معاشرہ کے لیے ضرر رساں ہوتی ہے۔ اس کے حسب ذیل مظاہر ہیں:

(۱) مادہ پرست انسان اپنے مال ودولت سے کبھی مطمئن اور آسودہ نہیں ہوتا۔ اس کو قناعت نصیب نہیں ہوتی۔ وہ ہمیشہ مزید مال ودولت کی ہوس میں مبتلا رہتا ہے۔ اس کی خواہش کبھی پوری نہیں ہوتی۔ قرآن پاک نے مادہ پرستی کی اس نفسیات کا محاسبہ کرتے ہوئے کہا ہے:

''تم لوگوں کو زیادہ سے زیادہ ایک اور دوسرے سے بڑھ کر مال حاصل کرنے کی ہوس نے غفلت میں ڈال رکھا ہے۔ یہاں تک کہ (اسی فکر میں) تم لب گور تک پہنچ جاتے ہو، عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا۔'' (التکاثر ۱-۳)

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے: ''تم لوگ مردوں کی میراث ہڑپ کر جاتے ہو اور مال سے بے پناہ محبت کرتے ہو۔'' (الفجر: ۱۹-۲۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اولاد آدم کے پاس مال ودولت کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری وادی کی خواہش کرے گا۔ انسان کا پیٹ مٹی کے علاوہ کوئی چیز نہیں بھر سکتی (صحیح مسلم)

(۲) مادہ پرست انسان خواہش نفس کا غلام رہتا ہے۔ اسی کا حکم مانتا ہے، اسی کی رہ نمائی قبول

کرتا ہے۔ اس کے علاوہ کسی روحانی اور خدائی ہدایت کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

> ''اگر ہم چاہتے تو اسے ان آیتوں کے ذریعے سے بلندی عطا کرتے مگر وہ تو زمین ہی کی طرف جھک کر رہ گیا اور اپنی خواہش نفس ہی کے پیچھے پڑا رہا۔'' (الاعراف: ۱۷۶)

(۳) مادہ پرست انسان صرف مال و دولت، دنیاوی ساز وسامان اور مادی اسباب پر بھروسا کرتا ہے۔ روحانی قوت اور قدرت کی کارسازی پر بھروسا نہیں کرتا۔ جب مادی اسباب فراہم ہوتے ہیں تو اُنھیں کام یابی کا ذریعہ سمجھتا ہے اور جب یہ اسباب ختم ہوجاتے ہیں تو مایوس ہوجاتا ہے۔ قرآن مادی اسباب اور وسائل کو اختیار کرنے کو کافی نہیں سمجھتا بلکہ خالق حقیقی پر بھروسا کرنے کی تلقین کرتا ہے کیوں کہ اسی نے اسباب پیدا کیے ہیں اور وہی حالات کو سازگار بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

> جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے مشکلات سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کردے گا اور اسے ایسے راستے سے رزق دے گا جدھر اس کا گمان بھی نہ جاتا ہو جو اللہ پر بھروسا کرے اللہ اس کے لیے کافی ہے۔ اللہ اپنا کام پورا کرکے رہتا ہے۔ اللہ نے ہر چیز کے لیے ایک تقدیر مقرر کر رکھی ہے۔ (الطلاق: ۲-۳)

(۴) مادہ پرست انسان دنیا کا اسیر اور حریص ہوتا ہے۔ آخرت کی نہ اُسے فکر ہوتی ہے اور نہ اس میں ذمہ داری اور جواب دہی کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ دنیا کی زندگی اس کو دھوکہ میں مبتلا رکھتی ہے۔ وہ اپنی حالت پر مطمئن اور انجام سے بےخبر رہتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے: ''وہ لوگ دنیا کی زندگی کا بس ظاہری پہلو جانتے ہیں اور آخرت سے وہ خود ہی غافل ہیں۔'' (الروم: ۷)

قرآن پاک میں دوسری جگہ اس طرح ارشاد فرمایا گیا ہے:

> جو دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں جو اللہ کے راستے سے لوگوں کو روک رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ یہ راستہ ان کی خواہشات کے مطابق ٹیڑھا ہوجائے یہ لوگ گم راہی میں بہت دور نکل گئے ہیں۔ (ابراھیم: ۳)

(۵) مادہ پرست انسان صرف مال وزر اور مادی اسباب کی قدر ومنزلت سمجھتا ہے۔ اس کی نظر میں روحانی قدروں کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ وہ ان کو حقیر سمجھتا ہے اور ان کا مذاق اڑاتا ہے۔ قرآن پاک میں اس ذہنیت کا محاسبہ کرتے ہوئے کہا گیا ہے:

''جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ہے ان کے لیے دنیا کی زندگی بڑی محبوب ودل پسند بنادی گئی ہے، ایسے لوگ ایمان والوں کا مذاق اڑاتے ہیں، مگر قیامت کے روز پرہیز گار لوگ ہی ان کے مقابلہ میں عالی مقام ہوں گے اور اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔'' (البقرہ: ۲۱۲)

(۶) مادہ پرست انسان صرف مالداروں کے قریب رہنا پسند کرتا ہے اور انھیں لوگوں سے رسم وراہ رکھتا ہے جو اہل ثروت ہیں۔ وہ غریبوں، ناداروں اور سماج کے کم زور طبقوں سے دور رہنے میں عافیت محسوس کرتا ہے۔ قرآن پاک نے اس کے برخلاف غریبوں کے ساتھ رہنے اور ان کی دل جوئی کرنے کو حقیقی انسانیت قرار دیا ہے۔ قرآن پاک میں ہے:

''اور اپنے دل کو ان لوگوں کی صحبت پر مطمئن کرو جو اپنے رب کی رضا کے طلب گار بن کر صبح وشام اسے پکارتے ہیں اور ان سے ہرگز نگاہ نہ پھیرو، کیا تم دنیا کی زینت پسند کرتے ہو۔ کسی ایسے شخص کی اطاعت نہ کرو جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کردیا ہے۔ اور جس نے اپنی خواہش نفس کی پیروی اختیار کرلی اور جس کا طریق کار افراط وتفریط پر مبنی ہے۔'' (الکھف: ۸۲)

(۷) مادہ پرست انسان اپنی دولت سے فائدہ اٹھانے کا حقدار صرف اپنے آپ کو سمجھتا ہے، غریبوں، ناداروں اور محتاجوں کا اس میں کوئی حق تسلیم نہیں کرتا۔ اسی لیے وہ ناداروں کی حاجت روائی کو دولت کی بربادی سمجھتا ہے اور اسے بے وقوفوں کا کام قرار دیتا ہے۔ قرآن پاک نے مادہ پرستوں کی ذہنیت کا تعاقب کرتے ہوئے کہا ہے:

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو رزق تمہیں عطا کیا ہے اس میں سے کچھ اللہ کی راہ میں بھی خرچ کرو تو یہ لوگ جنھوں نے کفر کیا ہے ایمان لانے والوں کو جواب دیتے ہیں، کیا ہم ان کو کھلائیں جنھیں اگر اللہ چاہتا تو خود کھلا دیتا تم تو بالکل بہک گئے ہو۔'' (یٰس: ۴۷)

(۸) مادہ پرست انسان اخلاق کے معیار سے گرجاتا ہے۔ اخلاقی پستی اور قلب ونظر کے فساد میں مبتلا ہوجاتا ہے، جو چیز اس کی ظاہری شان وشوکت اور قوت وحشمت میں اضافہ کرے اس کو آگے بڑھ کے اختیار کرتا ہے۔ چاہے اس سے بُرائی بے حیائی اور فحاشی میں اضافہ کیوں نہ ہو۔ وہ ساری

مخرب اخلاق چیزوں کو اختیار کرتا ہے یہاں تک کہ اسے بدکاری اور حرام کاری کے پروگراموں سے بھی گریز نہیں ہوتا۔قرآن کریم ایسے پست اخلاق مادہ پرست لوگوں کو ہدایت کرتے ہوئے کہتا ہے:

''اور اپنی چھوکریوں کو بدکاری کے لیے مجبور نہ کرو اگر وہ پاکدامن رہنا چاہیں، تا کہ تم دنیا کی زندگی کا سامان کمانا چاہو۔'' (النور: ۳۳)

(۹) مادہ پرست انسان حلال وحرام کی تمیز سے محروم ہوجاتا ہے۔ پیسہ کمانے اور دولت جمع کرنے کی ہوس میں انسان جائز وناجائز کی حدیں پار کرجاتا ہے۔ پاک وناپاک کی تمیز کھودیتا ہے۔ اس کا مطمح نظر مال جمع کرنا ہوتا ہے، چاہے جس طریقہ سے ہو۔ اسی لیے وہ ناپ تول میں کمی کرتا ہے۔ دھوکہ دہی کرتا ہے۔سودی کاروبار کرتا ہے اور قانون شکنی کا ارتکاب کرتا ہے۔ مادہ پرستی اس سلسلے میں انسان کو سودخوری سکھاتی ہے کیوں کہ آمدنی کو بڑھانے کا یہ آسان ذریعہ ہے۔قرآن پاک میں سود خوری کی مذمت کرتے ہوئے کیا گیا ہے۔

''جولوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن نہیں کھرے ہوں گے مگر اس شخص کی طرح جسے شیطان نے چھوکر خبطی بنادیا ہو۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ انھوں نے کہا کہ تجارت بھی تو سود کی طرح ہے، حالاں کہ اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔'' (البقرہ: ۵۷۲)

علامہ اقبال نے اسی نکتہ کو شعری پیکر میں ڈھالا ہے......

ظاہر میں تجارت ہے حقیقت میں جوا ہے　　سود ایک کا لاکھوں کے لیے مرگِ مفاجات

(۱۰) مادہ پرستی انسان کو مصلحت کوشی سکھاتی ہے۔ انسان ذاتی مصالح اور مفاد کو جماعتی اور قومی مفاد پر ترجیح دیتا ہے۔ یہاں تک کہ دشمنوں سے بھی اس کو مالی منفعت حاصل ہونے کی امید ہو تو ان کی خدمت کرنے اور قومی اور ملکی مفاد کا سودا کرنے میں اسے خوف نہیں ہوتا۔ وہ بلاتکلف قومی مفاد کو ذاتی مفاد پر قربان کردیتا ہے۔قرآن پاک نے ایسے لوگوں کو نصیحت کرتے ہوئے کہا ہے:

''ان لوگوں کی طرف مت جھکو جنھوں نے ظلم کیا ہے ورنہ تم کو بھی آگ لگ جائے گی اور اللہ کے مقابلہ میں تمھارا کوئی مددگار نہ ہوگا اور کسی طرف سے تمھیں مدد نہ مل سکے گی۔'' (ہود: ۱۱۳)

ان کے علاوہ اور بھی امراض ہیں جو مادہ پرستی کے پیٹ میں جنم لیتے ہیں۔ جیسے نفاق،

بزدلی، طوطا چشمی، نمود ونمائش فخر ومباہات اور ریا کاری وغیرہ۔ ان امراض سے انسان اسی وقت نجات پاتا ہے جب کہ وہ مادہ پرستی کی قید سے آزاد ہوجائے۔ روحانی قدروں کو تسلیم کرے اور انسانی عظمت کا علم بردار ہوجائے۔

اسلام کی متوازن تعلیم

اسلام انسانی زندگی کا معتدل اور متوازن تصور پیش کرتا ہے۔ وہ جسم اور روح دونوں کے تقاضوں کی تکمیل کو ضروری سمجھتا ہے۔ دنیا کو انسان کی ضرورت اور آخرت کی کام یابی کو انسان کا مقصد قرار دیتا ہے۔ اسی لیے وہ دنیا کی زندگی اچھی طرح گزارتے ہوئے آخرت کا زادسفر اختیار کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اس کی نظر میں مال ودولت اور دنیاوی ساز و سامان مسافر کا رخت سفر ہے، جتنی ضرورت ہے اتنا سامان سفر ضرور اختیار کرے مگر ہمیشہ نظر منزل پہ رکھے۔ سامان سفر کی فکر میں منزل کو بھول نہ جائے اور مقصد زندگی سے غافل نہ ہوجائے۔ قرآن پاک میں صراحت کی گئی ہے:

> ''مال اور بیٹے دنیا کی زندگی کی زینت ہیں اور باقی رہنے والی نیکیاں بہتر ہیں تیرے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے اور امیدوں کے لحاظ سے'' (الکھف: ٤٦)

قرآن دنیا چھوڑ دینے کی ہمت افزائی نہیں کرتا۔ جسم کے جائز تقاضوں کی تکمیل سے نہیں روکتا بلکہ کہتا ہے: وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا (القصص: ۷۷) دنیا میں اپنا حصہ نہ بھولو۔ قرآن تو اس کی تلقین کرتا ہے کہ دنیا کو سب کچھ نہ سمجھو بلکہ آخرت کی تیاری کرو۔ دنیا اور آخرت کا مکمل تصور پیش کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے:

> ''کچھ لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں دے دے، ایسے شخص کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچالے۔ انھی لوگوں کے واسطے ان کی کمائی کا حصہ ہے اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔'' (البقرہ: ۲۰۰-۲۰۲)

مادہ پرستی کی ذہنیت انسان کو اس خوف میں مبتلا کر دیتی ہے کہ آخرت کی فکر کرنے سے اور دین کے اصولوں پر چلنے سے دنیا برباد ہوجاتی ہے۔ انسان محتاج اور نادار ہوجاتا ہے۔ قرآن پاک اس خیال کی تردید کرتا ہے۔ اس کی نظر میں فکر آخرت دنیا کو برباد نہیں کرتی بلکہ پاکیزہ بنادیتی ہے اور

دنیا کے معاملات کو سنوار دیتی ہے۔ ارشاد ہے:

''مرد وعورت میں سے جو بھی عمل صالح کرے بشرطیکہ وہ مومن ہو ہم اس کو پاکیزہ زندگی (کے وسائل) دیں گے اور ان کے بہتر کاموں کا بھرپور اجر عطا کرینگے۔''(النحل: ۹۷)

اسلام کی اس مفید، صاف و شفاف، معقول، متوازن اور عملی تعلیم کا تقاضا یہ تھا کہ مسلم قوم دنیا میں اس نظام حیات کی نمائندہ ہوتی اور اس کی عملی تصویر دنیا کے سامنے پیش کرتی۔ تا کہ دوسری قومیں اس نظام زندگی اور اس کی عملی مثال کو سامنے رکھ کر اپنی قومی سیرت کی تشکیل کرلیتیں، اپنا نظام حیات اس کی روشنی میں مرتب کرتیں اور دنیا وآخرت کی سعادت حاصل کرتیں۔ مگر ہوا یہ کہ زمانہ کے گزرنے کے ساتھ مسلمانوں کے فکر وخیال میں اضمحلال اور ان کے عملی نظام پر زوال آیا۔ پھر ان کی بڑی تعداد نے اسلام کے متوازن نظریہ حیات اور اس کی عملی مثال کو چھوڑ کر مادہ پرستی کا طرز عمل اختیار کرلیا۔ گو کہ اس کی زبان پر بدستور اسلام کا کلمہ جاری رہا۔ مگر اس کے دل ودماغ میں مادہ پرستی سرایت کرگئی۔ اس کا آئیڈیل مغرب کا مادہ پرستانہ نظام بن گیا۔ اور اس کا طرزِ عمل اور اندازِ فکر وہی ہوگیا جو مغرب کے مادہ پرست لوگوں کا تھا۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے اس صورت حال کا محاسبہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

''مسلمان ایک بااصول بلند اخلاق، پختہ سیرت، جماعت کے بلند مقام سے گر کر ایک بے اصول ناقابل اعتبار، ابن الوقت اور مصلحت پرست قوم کی ادنیٰ سطح پر آتے جارہے ہیں جس کے سامنے کوئی اخلاقی معیار نہیں ہے۔ بلکہ صرف منافع اور مصالح اور اغراض ومقاصد ہیں، یہ تبدیلی اس وقت شروع ہوئی جب ہندوستان میں اور تقریباً تمام اسلامی ممالک میں (جو کسی طرح یورپ کے زیر اثر آئے) مسلمانوں کو مغربی تہذیب، مغربی فلسفہ اخلاق اور مغربی معیاروں کو قبول کرنے کی دعوت دی گئی۔ مغربی اخلاق، فلسفہ وعلوم وسیاست کا ہر طالب علم اور اس زمانہ کا ہر واقف آدمی جانتا ہے کہ یورپ کا سارا نظام زندگی تمام تر مادہ پرستی اور مصلحت جوئی پر مبنی ہے۔ افادیت اور مصلحت بینی اس نظام زندگی کے ریشہ ریشہ میں سرایت کرچکی ہے۔ سارا یورپ اس وقت سے جب سے اس نے کلیسا کے اقتدار سے اپنے آپ کو آزاد کرایا ہے، صرف ایک ہی عملی مذہب رکھتا ہے اور وہ مذہب مادہ پرستی ہے''۔ (ماہنامہ الفرقان، لکھنو، ج سوم، ۵۶۳۱)

ڈاکٹر مبشر حسین رحمانی*

کرپٹو کرنسی کی ماہیت وحقیقت

یہ سائنسی طور پر ثابت ہے کہ بٹ کوائن نہ تو حسی طور پر موجود ہوتے ہیں اور نہ ہی ڈیجیٹل طور پر ان کا کوئی وجود ہے۔ یہ بات غیر ماہرین کیلئے تو حیران کن ہوسکتی ہے مگر سائنسدانوں اور محققین کے سامنے بٹ کوائن کی باریکیاں بالکل واضح ہیں۔ ذیل میں ہم بٹ کوائن کے موجد ساتوشی ناکاموٹو سمیت معروف محققین اور سائنسدانوں کے بٹ کوائن کی تکنیکی ماہیت وحقیقت سے متعلق ٹھوس سائنسی اقتباسات پیش کرتے ہیں۔ یہ سائنسی شواہد اتنے واضح ہیں کہ مزید وضاحت کی ضرورت نہیں ہے، ''درحقیقت کوائن موجود نہیں ہوتے، صرف ٹرانزیکشن ہوتی ہیں جو کہ ملکیت کے حقوق تفویض کرتی ہیں، لہٰذا ایک کوائن کا حقیقی مساوی جو ہم سوچ سکتے ہیں وہ دراصل ٹرانزیکشن کی ایک چین ہے۔''(۱) ''بٹ کوائن یونٹ آف اکانٹ ہیں جو کہ انفرادی نمبرز اور لیٹرز سے کرنسی کی اکائی بناتا ہے، اس کی قیمت صرف اس لئے ہے کیونکہ صارفین اس کیلئے ادائیگی کرنے کیلئے تیار ہوتے ہیں۔''(۲) ''سچائی یہ ہے کہ بٹ کوائن یا والٹ جیسی کوئی چیز نہیں ہے، بس ایک کوائن کی ملکیت کے بارے میں نیٹ ورک کے درمیان معاہدہ ہے۔ لین دین کرتے وقت نیٹ ورک پر فنڈز کی ملکیت ثابت کرنے کے لیے ایک پرائیوٹ کی کا استعمال کیا جاتا ہے۔''(۳)

''بٹ کوائن ہر کوائن کو محفوظ نہیں کرتا اور نہ یہ محفوظ کرتا ہے کہ کون اس کوائن کا مالک ہے۔ اس کے بجائے، یہ ایک ڈسٹری بیوٹڈ لیجر بک سسٹم کا استعمال کرتا ہے (جسے بلاک چین کہا جاتا ہے) اس منطق کی بنیاد پر کہ اگر آپ کو ہر ٹرانزیکشن کے بارے میں معلوم ہے جو کہ کسی ایڈریس نے کی ہے، تو آپ کو معلوم ہوگا کہ کیا اس کے پاس خرچ کرنے کے لیے رقم ہے کہ نہیں۔''(۴)

''ہم الیکٹرانک کوائن کی تعریف اس طرح کرتے ہیں کہ یہ ڈیجیٹل دستخطوں کی زنجیر ہے، ہر مالک پچھلے لین دین کے ہیش اور اگلے مالک کی پبلک کی پر ڈیجیٹل طور پر دستخط کرکے اور کوائن کے آخر میں انکو شامل کرکے کوائن کو اگلے کو منتقل کرتا ہے۔ ایک وصول کنندہ ملکیت کی چین کی تصدیق کیلئے دستخطوں

---

* لیکچرر منسٹر ٹیکنالوجیکل یونیورسٹی آئرلینڈ

کی تصدیق کرسکتا ہے۔''(۵) ''بٹ کوائن ایک الیکٹرانک، ورچوئل کرنسی ہے جس کی سِکوں یا بینک نوٹوں کی طرح کوئی جِسی نمائندگی نہیں ہوتی ہے(۶)''۔ ''ایک سِکہ، یا اس کا حصہ، بٹ کوائن لیجر میں صرف ایک ٹرانزیکشن ہے۔ بٹ کوائن کی ملکیت ایک پبلک کی (pk) کے ذریعے ثابت کی جاتی ہے، جس کی خفیہ پرائیوٹ کی صرف درست مالک کے پاس ہوتی ہے۔''(۷)

''بٹ کوائن کے معاملے میں، ہرٹرانزیکشن ایک کمپیوٹر سے دوسرے کمپیوٹر میں کرنسی کی منتقلی کی نمائندگی کرتا ہے۔ تمام کمپیوٹر ہر ایڈریس پر موجودہ بیلنس سے آگاہ ہوتے ہیں اور موجودہ بلاک چین کی ایک کاپی کو برقرار رکھتے ہیں، جو کہ پچھلے لین دین کی تاریخ پر مشتمل ریکارڈ ہے۔ ہرٹرانزیکشن کے بعد بلاک چین کی حالت بدل جاتی ہے''(۸)۔ ''حقیقت میں، بٹ کوائن ڈیجیٹل دستخطوں کا ایک سلسلہ ہے۔''(۹) ''اپنے نام کے باوجود، بٹ کوائن میں کوئی سکے نہیں ہیں سوائے نمبروں اور حروف کے جو کرنسی کی اکائیوں کو تشکیل دیتے ہیں۔''(۱۰)

''تکنیکی نقطہ نظر سے، بٹ کوائن جیسی کرپٹو کرنسی کے لیجر کو حالت کی منتقلی کے نظام کے طور پر سوچا جا سکتا ہے، جہاں پر ایک حالت ہوتی ہے جو کہ تمام موجودہ بٹ کوائنز کی ملکیت کو ظاہر کرتی ہے اور ایک حالت کی منتقلی کا فنکشن ہوتا ہے جو ایک حالت اور ایک ٹرانزیکشن لیتا ہے اور نتیجہ کے طور پر ایک نئی حالت پیدا کرتا ہے۔''(۱۱)

''بٹ کوائن ایک ڈیجیٹل کرنسی کا نظام ہے جس کی بنیاد پیئر ٹو پیئر ورچوئل ڈیٹا پر ہے، بٹ کوائنز کو استعمال کرنے کے لیے لوگوں کو کمپیوٹر پر بٹ کوائن والٹ انسٹال کرنا ضروری ہے، اس والٹ میں ایک باقاعدہ اپ ڈیٹ فائل کے علاوہ کچھ نہیں ہے، جس میں اب تک کی گئی تمام بٹ کوائن ٹرانزیکشن کی فہرست ہے، بٹ کوائن کو پبلک اور پرائیویٹ کی کرپٹولوجی کے امتزاج کا استعمال کرتے ہوئے دوسرے صارف کے والٹ میں منتقل کیا جا سکتا ہے، ٹرانزیکشن میں بٹ کوائنز کی تعداد شامل ہے، بشمول فریکشنز اور ایک ٹرانزیکشن۔منفرد ڈیجیٹل دستخط، جو پرائیوٹ کی کے ذریعے محفوظ ہے۔''(۱۲)

''مختصراً، ایک بٹ کوائن کو ایک مالک سے دوسرے مالک کے درمیان ٹرانزیکشن کے ایک سلسلے (چین) کے طور پر سمجھا جا سکتا ہے، جہاں مالکان کی شناخت پبلک کی کی ذریعے سے ہوتی ہے جو تخلص کے طور پر کام کرتی ہے۔''(۱۳)

مندرجہ بالا ٹھوس سائنسی حوالہ جات کے اقتباسات سے یہ امور واضح ہوتے ہیں کہ:

☆ بٹ کوائن حسی طور موجود نہیں ہوتے۔

☆ بٹ کوائن کی سِکوں یا بینک نوٹوں کی طرح کوئی حِسی نمائندگی نہیں ہوتی ہے۔

☆ بٹ کوائن ڈیجیٹل طور پر موجود نہیں ہوتے۔

☆ بٹ کوائن میں ڈیجیٹل کوائن موجود نہیں ہوتے۔

☆ بٹ کوائن ہر کوائن کو محفوظ نہیں کرتا اور نہ یہ محفوظ کرتا ہے کہ کون اس کوائن کا مالک ہے۔

☆ بٹ کوائن ڈیجیٹل دستخطوں (سگنیچرز) کی زنجیر ہے۔[۱۴]

☆ بٹ کوائن میں صرف ٹرانزیکشن ہوتی ہیں جو کہ ملکیت کے حقوق تفویض کرتی ہیں۔

☆ بٹ کوائن کو قبضے میں نہیں لیا جاسکتا۔

☆ بٹ کوائنز کو استعمال کرنے کے لیے لوگوں کو کمپیوٹر پر بٹ کوائن والٹ انسٹال کرنا ضروری ہے۔اس والٹ میں ایک باقاعدہ اپ ڈیٹ فائل کے علاوہ کچھ نہیں ہے، جس میں اب تک کی گئی تمام بٹ کوائن ٹرانزیکشن کی فہرست ہے۔

☆ صارفین کے درمیان صرف ٹرانزیکشن کا تبادلہ ہوتا ہے، نہ کہ بٹ کوائن کا۔

☆ یہ لیجر کی حالت ہوتی ہے جو کہ اپ ڈیٹ ہوتی ہے جس کی بنیاد پر بٹ کوائن کا بیلنس معلوم کیا جاتا ہے۔

☆ بٹ کوائن کا بیلنس معلوم کرنے کی منطق یہ ہے کہ اگر آپ کو ہر ٹرانزیکشن کے بارے میں معلوم ہے جو کہ کسی ایڈریس نے کی ہے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ کیا اس کے پاس خرچ کرنے کے لیے رقم ہے کہ نہیں۔

☆ بٹ کوائن کو پبلک اور پرائیویٹ کی کرپٹولوجی کے امتزاج کا استعمال کرتے ہوئے دوسرے صارف کے والٹ میں منتقل کیا جا سکتا ہے۔پبلک اور پرائیوٹ کی روایتی بینک کے اکانٹ میں یوزرنیم اور پاس ورڈ کے مساوی ہیں۔

سوال یہ ہے کہ کیوں بٹ کوائن کی ماہیت کے بارے میں لوگ غلط فہمی کا شکار ہوجاتے ہیں؟ کچھ لوگ دلیل دیتے ہیں کہ چونکہ انہوں نے ایک کرپٹو کرنسی والٹ انسٹال کیا ہے، جوانکے بٹ

کوائن کا بیلنس دکھاتا ہے اور وہ بٹ کوائن کو ایک ایڈریس سے دوسرے ایڈریس پر کامیابی سے منتقل کر سکتے ہیں، لہٰذا اسلئے وہ یہ یقین کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ بٹ کوائن ڈیجیٹل طور پر موجود ہوتے ہیں، یہ بٹ کوائن کے ڈیجیٹل وجود کے بارے میں ایک بہت بڑی غلط فہمی ہے، یہ یقین کرنا کہ بٹ کوائن ڈیجیٹل طور پر موجود ہوتے ہیں، تکنیکی اور سائنسی طور پر غلط ہے۔ اس غلط فہمی کی تردید کے لئے اور بٹ کوائن کے ڈیجیٹل وجود سے متعلق اس افسانے کی حقیقت کو ہم حتمی طور پر آشکار کرتے ہیں۔

کرپٹوکرنسی کی ماہیت سمجھنے کیلئے کچھ مثالیں

مثال نمبر(۱): ٹرانزیکشن کی ایک تعریف یہ ہے کہ

ٹرانزیکشن فریقین کے درمیان اثاثوں کی منتقلی کی ریکارڈنگ ہے۔(۱۵)

ٹرانزیکشن کی اس سادہ سی تعریف میں تین اہم پہلو ہیں۔ اول فریقین، دوم اثاثے اور سوم منتقلی۔ٹرانزیکشن (لین دین) کی ریکارڈنگ کسی بھی روایتی طریقے جیسے کہ فزیکل رجسٹر اور کاپیاں، یا ڈیجیٹل طور پر کمپیوٹر کا استعمال کرتے ہوئے کی جاسکتی ہے۔اب ہم چند سوالات پوچھتے ہیں۔

☆ اگر کوئی منتقلی نہیں ہوئی تو کیا ٹرانزیکشن (لین دین) ہوگئی؟

☆ اگر کوئی اثاثہ (مبیع یا فروخت کی چیز) موجود نہیں ہے تو کیا ٹرانزیکشن (لین دین) ہوگئی؟

☆ اگر کوئی فریق شامل نہیں ہے تو کیا ٹرانزیکشن (لین دین) ہوگئی؟

اسلامی قوانین کو سامنے رکھتے ہوئے حضرات علمائے کرام نے خرید وفروخت کی کچھ بنیادی شرائط بتائی ہیں، ذیل میں ہم ایسی ہی کچھ شرائط کا کتاب An Introduction to Islamic Finance سے ذکر کرتے ہیں۔

پہلی شرط: مبیع یعنی بیچی جانے والی چیز بیع کے وقت وجود میں آچکی ہو۔

دوسری شرط: مبیع یعنی بیچی جانے والی چیز بیع کے وقت فروخت کرنے والے کی ملکیت میں ہو۔

تیسری شرط: مبیع یعنی بیچی جانے والی چیز بیع کے وقت فروخت کرنے والے کے حسی یا معنوی قبضے میں ہو

چوتھی شرط: بیع غیر مشروط اور فوری طور پر نافذ العمل ہو۔

پانچویں شرط: بیچی جانے والی چیز ایسی ہو جس کی کوئی قیمت ہو۔

چھٹی شرط: بیچی جانے والی چیز ایسی نہ ہو جس کا حرام مقصد کے علاوہ کوئی اور استعمال ہی نہ ہو جیسے خنزیر یا

شراب وغیرہ۔

ساتویں شرط: جس چیز کی بیع ہو رہی ہو وہ واضح طور پر معلوم ہونی چاہیے اور خریدار کو اس کی شناخت کرائی جانی چاہیے۔

آٹھویں شرط: بیچی جانے والی چیز پر خریدار کا قبضہ کرایا جانا یقینی ہو، یہ قبضہ محض اتفاق پر مبنی یا کسی شرط کے پائے جانے پر موقوف نہیں ہونا چاہیے۔

نویں شرط: قیمت کا تعیین بھی بیع کے صحیح ہونے کیلئے ضروری شرط ہے، اگر قیمت متعین نہیں ہے تو بیع صحیح نہیں ہوگی۔ دسویں شرط: بیع میں کوئی شرط نہیں ہونی چاہیے۔(۱۶)

اب مندرجہ بالا تین سوالات اور شریعت میں خرید وفروخت کے مندرجہ بالا بنیادی شرائط کو ذہن میں رکھتے ہوئے آیئے بٹ کوائن کا تجزیہ کرتے ہیں۔۳ جنوری ۲۰۰۹ء کو ساتو شی نا کا موٹو نے ایک نئے کھاتے (بٹ کوائن لیجر) کی شروعات کی جس میں ایک ایڈریس کے سامنے پچاس بٹ کوائن کا محض اندراج کیا۔ یہ پہلی ٹرانزیکشن تھی جو کبھی ہوئی تھی اور بٹ کوائن لیجر میں درج کی گئی تھی۔ اس پہلی ٹرانزیکشن کے بارے میں ہم ٹرانزیکشن آئی ڈی کے بارے میں جانتے ہیں، ہم تاریخ اور وقت کے بارے میں جانتے ہیں اور بٹ کوائن کی کتنی تعداد اس ٹرانزیکشن میں لکھی گئی اس بارے میں بھی جانتے ہیں، یہ بالکل واضح ہے کہ پچاس بٹ کوائن کا اندراج (مائننگ کے عمل کے نتیجے میں) ایک ایڈریس پر ہوا جو کہ ساتو شی نا کا موٹو کا تھا۔ اس وقت ان پچاس بٹ کوائن کی کوئی ذاتی یا خارجی قدر نہیں تھی، یہ صرف ایک سادہ سی ٹرانزیکشن تھی جسے کھاتے (لیجر) میں اندراج کیا گیا تھا جس میں کوئی اثاثہ موجود نہیں تھا، کوئی اثاثہ منتقل نہیں کیا گیا تھا اور کوئی فریق شامل نہیں تھا۔

مفتیانِ کرام کے مطابق بٹ کوائن کی یہ سادہ سی ٹرانزیکشن شریعت میں خرید وفروخت کی کئی بنیادی شرائط (شرط نمبر ۱، ۲، ۳ اور ۵) کی بیک وقت خلاف ورزی کر رہی ہے لہٰذا بٹ کوائن کی خرید و فروخت محض مبیع کے بغیر ٹرانزیکشن کی خرید وفروخت ہے۔ ہمیں یہ سمجھنے کی بھی ضرورت ہے کہ محض کھاتے (لیجر) میں پیسے کا اندراج پیسہ نہیں ہے۔ بٹ کوائن کسی بھی اثاثے کی نمائندگی نہیں کرتا ہے، چاہے حسی ہو یا ڈیجیٹل لہٰذا بٹ کوائن کے تناظر میں مبیع کا کوئی وجود ہی نہیں ہوتا جس پر ملکیت اور قبضہ ہو سکے اور نتیجتاً بٹ کوائن کی ملکیت اور قبضے کا تعین ٹرانزیکشن کرنے یا محض کھاتے میں اندراج کرنے سے ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

مثال نمبر۲: بٹ کوائن کی صحیح نوعیت کو سمجھنے کے لیے ایک اور مثال لیتے ہیں۔ ایک شخص ''الف'' ایک نئی کرپٹو کرنسی کے بارے میں سوچتا ہے اور اس کا نام ''کراچی کوائن'' KHC رکھتا ہے کیونکہ یہ ایک تصوراتی کرنسی ہے لہٰذا اس کی کوئی ذاتی قدر نہیں ہے۔ نیز شروع میں لوگ اس کرپٹو کرنسی کی قدر تسلیم نہیں کرتے۔ ''الف'' اس فرضی کرپٹو کرنسی کا موجد ہے لہٰذا وہ اس کرپٹو کرنسی کے کھاتے کی شروعات کھاتے میں اندراج کے ذریعے کرتا ہے۔

Tx Id	Details	KHC Amount	Value in US$	Date
001	الف 25 KHC	25 KHC	0 $	10 Jan 2024
002	ب 50 KHC	50 KHC	0 $	12 Jan 2024
003	ج 10 KHC	0 KHC	0 $	15 Jan 2024

ٹیبل نمبر: کھاتے میں درج کچھ ٹرانزیکشن جو کہ مختلف اشخاص کے پاس کراچی کوائن کی ملکیت کو دکھا رہی ہیں۔

جیسا کہ قارئین ٹیبل نمبر1 میں دیکھ سکتے ہیں کہ الف نے کھاتے میں صرف کچھ ٹرانزیکشن کا اندراج کیا ہے جس میں مختلف اشخاص کے پاس کراچی کوائن کی ملکیت کو دکھایا ہے۔ اب ب تیس کراچی کوائن ج کو منتقل کرتا ہے۔ کھاتے کی نئی حالت ٹیبل نمبر۲ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

Tx Id	Details	KHC Amount	Value in US$	Date
001	الف 25 KHC	25 KHC	0 $	10 Jan 2024
002	ب 50 KHC	50 KHC	0 $	12 Jan 2024
003	ج 10 KHC	0 KHC	0 $	15 Jan 2024
	''ب'' نے ۳۰ کراچی کوائن ''ج'' کو منتقل کئے			
004	ب کے پاس اب	20 KHC	0 $	
	ج کے پاس اب	30 KHC	0 $	17 Jan 2024

ٹیبل نمبر: کھاتے میں درج کچھ ٹرانزیکشن جو کہ مختلف اشخاص کے پاس کراچی کوائن کی ملکیت کو دکھا رہی ہیں۔

اب ج یہ کہتا ہے کہ میں ۳۰ کراچی کوائن کا مالک ہوں۔ یہ ۳۰ کراچی کوائن مجھے ڈیجیٹل طور پر منتقل کئے گئے تھے، کیا کوئی اس کو تسلیم کرے گا؟ نہیں، عقلِ سلیم یہ کہتی ہے کہ اس طرح کی ملکیت قابلِ قبول نہیں ہوگی کیونکہ یہ صرف کھاتے میں ٹرانزیکشن کا اندراج ہے اور مبیع سرے سے موجود ہی

نہیں ہے۔ اصل میں یہ ۳۰ کراچی کوائن جو کہ ج کی ملکیت ہیں یہ صرف کھاتے میں فرضی نمبروں کا اندراج ہے، ان کراچی کوائن کا سافٹ ویئر کی طرح کوئی ڈیجیٹل وجود بھی نہیں ہے،اب اگر کچھ وقت گزرنے کے بعد لوگ ان کراچی کوائن کی خریدوفروخت کرنا شروع کردیں اور یہ یقین کرنا شروع کردیں کہ ان کراچی کوائن کی کوئی قدر ہے، یہ سمجھنا بالکل بے بنیاد ہوگا اور اسی طریقے سے تخیلاتی معیشت کو بنایا جاتا ہے۔

جب لوگ دیکھتے ہیں کہ کراچی کوائن KHC کی خریدوفروخت مارکیٹ میں ہورہی ہے اور لوگ ان کراچی کوائن KHC کو ٹریڈ کرنے کے بعد بہت زیادہ رقم کمارہے ہیں تو وہ سوچنے لگتے ہیں کہ یہ کراچی کوائن KHC ڈیجیٹل طور پر موجود ہیں اور یہ ''ڈیجیٹل اثاثے'' ہیں۔ نیز وہ یہ بھی یقین کرنے لگتے ہیں کہ کراچی کوائن کسی کی ملکیت میں بھی آسکتے ہیں اور انہیں منتقل بھی کیا جاسکتا ہے۔ بس یہیں ان سے غلطی ہوئی ہے۔ درحقیقت کراچی کوائن KHC کی تجارت مبیع کے بغیر لین دین کی تجارت کی طرح ہے اور بٹ کوائن کے معاملے میں بالکل ایسا ہی ہورہا ہے۔

ٹیبل نمبر۲ میں ہم ٹرانزیکشن (Tx)ID 004 سے ٹرانزیکشن (Tx) ID 001 تک پیچھے جاسکتے ہیں اور حساب لگا سکتے ہیں کہ ''ج'' کو یہ ۳۰ کراچی کوائن کب اور کہاں سے موصول ہوئے۔ منی ٹریل واضح ہے، یہ شخص ''ب'' تھا جس نے شخص ''ج'' کو ۳۰ کراچی کوائن منتقل کئے اور شخص ''ب'' کے پاس اصل پچاس کراچی کوائن تھے اور جو ان پچاس کراچی کوائن کا مالک بنا کھاتے میں ان فرضی نمبروں کے اندراج سے اور ان پچاس کراچی کوائن کے پیچھے کوئی اثاثہ نہیں تھا۔ اب یہ ایک ستم ظریفی ہوگی کہ اگر ہم اس ''ٹرانزیکشن کی زنجیر'' کو کراچی کوائن کہنا شروع کردیں اور یہ یقین کرنا شروع کردیں کہ یہ کراچی کوائن ڈیجیٹل طور پر موجود ہیں اور بٹ کوائن کے اندر بھی بالکل ایسا ہی معاملہ ہوا تھا۔

مثال نمبر۳: ''الف'' ہزار روپے قرض لیتا ہے ''ب'' سے پھر ''الف'' ایک تحریر ''ب'' کو لکھتا ہے کہ میں آپ کو ایک ماہ میں یہ ہزار روپے واپس کردوں گا، پھر اس پر اپنے دستخط کرتا ہے، یہ قرض کی رسید بن جاتی ہے۔ اب اگر لوگ اس قرض کی رسید بیچنا شروع کردیں؟ یاد رکھیں کہ یہ صرف قرض کی رسید ہے، ہم سب جانتے ہیں کہ شریعتِ اسلامی میں قرض کی فروخت ممنوع ہے [۱۷]

اب تصور کریں کہ گر کوئی شخص ایک خالی کاغذ لے اور اس پر اپنے دستخط کرے جب کہ کسی طرح کا بھی مبیع موجود نہ ہو۔ بغیر کسی مبیع کے اس خالی دستخط کی کیا اہمیت ہے؟ امریکہ کے نیشنل انسٹیٹیوٹ آف اسٹینڈرڈ اینڈ ٹیکنالوجی، ڈیپارٹمنٹ آف کامرس کے ڈیجیٹل دستخط کے معیار کے

مطابق ڈیجیٹل دستخط کی تعریف یوں ہوگی۔

''ڈیجیٹل دستخط تحریری دستخط کا ایک الیکٹرانک مساوی ہے؛ ڈیجیٹل دستخط کا استعمال اس بات کی یقین دہانی کے لیے کیا جا سکتا ہے کہ دعوی کرنے والے نے معلومات پر دستخط کیے ہیں۔''[۱۸]

بٹ کوائن کے تناظر میں بالکل ایسا ہی ہو رہا ہے یعنی کوئی مال، کوئی قرض، کوئی خدمت، کوئی حق، اور کوئی اثاثہ نہیں ہے جو بیچا جا رہا ہے۔ نتیجتاً، ایسی کوئی چیز نہیں ہے جسے بٹ کوائن میں ''مبیع'' سمجھا جا سکے، بٹ کوائن کے تناظر میں یہ صرف ''ڈیجیٹل دستخطوں کی زنجیر'' ہے جس کو فروخت کیا جا رہا ہے اور یہ وہی بات ہے جو کہ بٹ کوائن کے موجد ساتوشی ناکاموٹو میں بٹ کوائن کے وائٹ پیپر میں درج کی ہے۔

''ہم الیکٹرانک کوائن کی تعریف اس طرح کرتے ہیں کہ یہ ڈیجیٹل دستخطوں کی زنجیر ہے، ہر مالک پچھلے لین دین کے ہیش اور اگلے مالک کی ''پبلک کی'' پر ڈیجیٹل طور پر دستخط کر کے اور کوائن کے آخر میں ان کو شامل کر کے کوائن کو اگلے کو منتقل کرتا ہے۔ ایک وصول کنندہ ملکیت کی چین کی تصدیق کیلئے دستخطوں کی تصدیق کر سکتا ہے[۱۹]۔

مندرجہ بالا تین مثالیں بٹ کوائن کی صحیح تکنیکی نوعیت کو واضح طور پر بیان کرتی ہیں، ان مثالوں سے یہ بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کیوں عام لوگ بٹ کوائن کی نوعیت سے الجھ جاتے ہیں اور یہ ماننا شروع کر دیتے ہیں کہ بٹ کوائن ڈیجیٹل طور پر موجود ہے۔ ہم نے تکنیکی اور سائنسی طور پر ثابت کیا ہے کہ بٹ کوائن ڈیجیٹل طور پر بھی موجود نہیں ہے۔

نئی کرپٹو کرنسی بننے کا عمل (کرپٹو کرنسی مائننگ)

نئی کرپٹو کرنسی (بٹ کوائن) مائننگ کے عمل سے وجود میں آتی ہے۔ مائننگ کے عمل میں مائنرز کے درمیان مسابقت ہوتی ہے، کوئی اسے دریافت کرنے میں کامیاب ہوتا ہے اور بیشتر ناکام۔ مائننگ کے عمل میں بہت غیر یقینی صورتِ حال ہوتی ہے یعنی اس بات کی گارنٹی نہیں ہوتی کہ کوئی مائنر اپنے وسائل لگا کر مائننگ کے عمل میں کامیاب بھی ہو جائے گا یعنی مائنر اپنے وسائل (کمپیوٹر اور بجلی) کو خرچ کرتا ہے لیکن اسے اس کا صلہ ملنا یقینی نہیں ہوتا۔ عام کرپٹو کرنسی صارف کیلئے مائننگ کے عمل میں کامیاب ہونے کا کھربوں احتمالات میں سے ایک احتمال ہوتا ہے۔ نیز کرپٹو کرنسی مائننگ کے ذیل میں یہ بات بھی سمجھنی چاہیے کہ'' کرپٹو کرنسی کے اندر ٹرانزیکشن (عقود) کا نفاذ دوسروں پر

موقوف ہے اور اس کے بغیر ٹرانزیکشن مکمل نہیں ہوتی۔''

''جب کوئی صارف لیجر میں ٹرانزیکشن شامل کرنا چاہتا ہے، تو ٹرانزیکشن ڈیٹا کو انکرپٹڈ (خفیہ) کیا جاتا ہے اور نیٹ ورک پر دوسرے کمپیوٹرز کے ذریعے کرپٹوگرافک الگورتھم کا استعمال کرتے ہوئے تصدیق کی جاتی ہے، اگر کمپیوٹرز کی اکثریت کے درمیان اتفاق رائے ہے کہ ٹرانزیکشن درست ہے، تو ڈیٹا کا ایک نیا بلاک چین میں شامل کیا جاتا ہے اور نیٹ ورک پر موجود سبھی لوگوں کے ذریعے شیئر کیا جاتا ہے۔''(۲۰)

ایک اور اہم مسئلہ میم پول Mempool سے ٹرانزیکشن کے انتخاب سے متعلق ہے، مائنزر درحقیقت میم پول سے ٹرانزیکشن کا انتخاب کرتے ہیں اور انہیں بلاک کی شکل میں جمع کرتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے یہ ہے کہ ٹرانزیکشن کا انتخاب مائنزر کے مرضی پر منحصر ہے، چونکہ ٹرانزیکشنز کو منتخب کرنے کے پیچھے انعام ہوتا ہے، اس لیے عام طور پر وہ ٹرانزیکشنز منتخب کی جاتی ہیں جن کی ٹرانزیکشن فیس زیادہ ہوتی ہے، اس کے نتیجے میں کچھ ٹرانزیکشن کو دوسروں پر ترجیح دی جاتی ہے اور کم فیس والی ٹرانزیکشن زیادہ وقت تک انتظار کرتی ہیں۔ (۲۱)

مائنزر بلاکس میں ان ٹرانزیکشن کو ترجیح دینے کی کوشش کرتے ہیں جن کی فیس بہت زیادہ ہوتی ہے اور انہیں وہیل ٹرانزیکشنز کہتے ہیں، کیا آپ ایک ایسے مالیاتی نظام کا تصور کر سکتے ہیں جس میں ٹرانزیکشن کے ساتھ یکساں سلوک نہیں کیا جاتا ہو؟ جی ہاں، یہ بٹ کوائن کے بنیادی ڈیزائن میں ہے۔

مندرجہ بالا اقتباسات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ٹرانزیکشن کی توثیق کا انحصار دوسرے شرکا پر ہوتا ہے، کیا آپ نے کبھی کسی تجارتی ٹرانزیکشن (لین دین) کے بارے میں سوچا ہے جس میں آپ کو لازمی دنیا بھر کے ہزاروں لوگوں سے اس کی توثیق کرنی ہوگی؟ کیا یہ حیران کن اور غیر معقول نہیں ہے؟ مگر اس کے باوجود یہ بٹ کوائن کی اصل ماہیت ہے۔ لہٰذا علمائے کرام کے مطابق بٹ کوائن کے مائننگ کے عمل میں شرعی طور پر دو بنیادی نقائص پائے جاتے ہیں۔

بٹ کوائن میں ٹرانزیکشن کی توثیق کا انحصار دوسرے شرکا پر ہوتا ہے اور اس کے بغیر ٹرانزیکشن مکمل نہیں سمجھی جاتی۔ آسان الفاظ میں اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو ٹرانزیکشن (بٹ کوائن) بھیجتا ہے، تو یہ سادہ ٹرانزیکشن اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک کہ بٹ کوائن نیٹ ورک

میں شرکت کرنے والوں کی اکثریت اس ٹرانزیکشن کی توثیق نہیں کر لیتی۔ ٹرانزیکشن کی توثیق کا یہ عمل شرعی طور پر درست نہیں۔

کرپٹو کرنسی مائننگ کے عمل میں کافی غیر یقینی صورتحال ہے یعنی اس بات کی کوئی گارنٹی نہیں ہے کہ مائنرز اپنے وسائل کی سرمایہ کاری کر کے مائننگ کے عمل میں کامیاب ہوگا۔ یہ واضح طور پر ظاہر کرتا ہے کہ مائننگ کے عمل میں غیر یقینی یعنی غرر ہے جو کہ شرعی اصولوں کے خلاف ہے۔

عالمی معاشی ماہرین کی کرپٹو کرنسی سے متعلق آرا

کرپٹو کرنسی پر مالیاتی ماہرین اور ماہرین اقتصادیات کی طرف سے لکھے گئے سائنسی مضامین کی بہتات ہے جنہوں نے کرپٹو کرنسی پر اپنا نقطہ نظر پیش کیا ہے، ہم یہاں چند نمائندہ حوالہ جات پیش کرتے ہیں تاکہ ہمارے قارئین سمجھ سکیں کہ سنجیدہ مالیاتی ماہرین اور ماہرین اقتصادیات بھی بٹ کوائن کو زر، ڈیجیٹل کرنسی، یا ڈیجیٹل اثاثہ نہیں سمجھتے۔ یورپی یونین کی اقتصادی اور مالیاتی امور کی کمیٹی یہ کہتی ہے۔ (۲۲)

''ڈیجیٹل کرنسیوں کو بطور آلہ مبادلہ Medium of Exchange استعمال نہیں کیا جارہا اور نہ ہی کیا جاسکتا ہے۔

کرپٹو کرنسیوں کو بطور قدر شمار کرنے کے Unit of Account استعمال نہیں کیا جاسکتا ہے۔

کرپٹو کرنسیاں، کرنسی کے بنیادی اوصاف پر پورا نہیں اترتیں۔''

یورپی سپروائزری اتھارٹیز صارفین کو خبردار کرتی ہیں کہ بہت سے کرپٹو اثاثے انتہائی رسکی اور سٹے بازی یعنی قیاس آرائی پر مبنی ہیں۔ یہ زیادہ تر ریٹیل صارفین کے لیے بطور سرمایہ کاری یا ادائیگی یا تبادلے کیلئے موزوں نہیں ہیں۔ (۲۳)

کیون ڈیوس، جو یونیورسٹی آف میلبورن، آسٹریلیا میں فنانس کے پروفیسر ہیں، سمجھتے ہیں کہ کرپٹو جوا ہے، جس کا کوئی سماجی فائدہ نہیں ہے، اور یہاں تک کہ کرپٹو کرنسی کے لیے سرمایہ کاری یا کرپٹو اثاثے کی اصطلاحات استعمال کرنے سے ہچکچاتے ہیں۔ انہوں نے اپنے حالیہ مضمون میں لکھا:

دوسرا، اصطلاح اثاثہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ شے یا تو جاری کنندہ کی ذمہ داری ہے، یا مادی یا غیر مادی اثاثہ کی ملکیت کی نمائندگی کرتی ہے جس میں یہ صلاحیت ہو کہ وہ مستقبل کی آمدنی یا سروسز آف ویلیو پیدا کرنے کے لیے استعمال ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

کرپٹو آئٹم کی واحد ممکنہ قیمت یہ ہے کہ کوئی دوسرا جواری انہیں زیادہ قیمت پر خریدنے کے لیے تیار ہوسکتا ہے۔ [۲۴]

ایک سائنسی تحقیق اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ ''بٹ کوائن کسی دوسرے بڑے اثاثہ کی کلاس کے برعکس ہے۔ بٹ کوائن اپنے متعارف ہونے کے بعد سے بہت غیر مستحکم رہا ہے۔ خاص طور پر اس کا اتار چڑھا فیصلہ کن طور پر سونے، امریکی ڈالر، یا اسٹاک مارکیٹوں کے اتار چڑھا سے زیادہ ہے (جس کی نمائندگی MSCI ورلڈ انڈیکس کرتا ہے)۔

بٹ کوائن سونا Goldاور امریکی ڈالرUS Dollarاور دیگر اثاثوں سے کسی طرح بھی مماثلت نہیں رکھتا۔

بٹ کوائن کا بہت زیادہ نفع دینا اور اتار چڑھاؤ سونے یا امریکی ڈالر کے مقابلے میں ایک انتہائی قیاس آرائی (سٹے بازی) پر مبنی اثاثہ سے مشابہت رکھتا ہے [۲۵] ۔

ایک حالیہ سائنسی تحقیق میں ثابت کیا گیا ہے کہ ان تمام بٹ کوائن میں سے جو کہ آج کل سرکولیشن میں ہیں ایک فیصد سے بھی کم یعنی 0.01 فیصد ایڈریس 58.2 اٹھاون اعشاریہ دو فیصد بٹ کوائن رکھتے ہیں [۲۶] لہٰذا بٹ کوائن بھی Pareto Distribution کی پیروی کرتا ہے جس کے معنی یہ ہوئے کہ کسی بھی ملک کے معاشی نظام میں ۲۰ فیصد لوگ ۸۰ فیصد دولت کو کنٹرول کرتے ہیں اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ مجموعی طور پر کرپٹو کرنسی اعداد وشمار کے مطابق اس سے بھی بری ہے۔ انہی محققین نے آٹھ مختلف کرپٹو کرنسیوں میں دولت کی تقسیم کا بھی تجزیہ کیا، یعنی ایک فیصد لوگوں (ایڈریس) کے پاس کل کتنے مقدار کی کرپٹو کرنسی ملکیت میں ہیں۔

محققین نے بٹ کوائن بیلنس کے حساب سے سب سے بڑا والٹ، صارف کی ٹرانزیکشن کی سرگرمیاں، اور مختلف اقسام کے بٹ کوائن استعمال کرنے والوں (مائنزر، ایکسچینج، ریٹیلر، وغیرہ) میں دولت کی تقسیم پر ایک بہترین تکنیکی تحقیق کی ہے [۲۷]۔

ایک اور تحقیق میں محققین نے ثابت کیا ہے کہ بٹ کوائن کے ایک فیصد سے بھی کم صارفین ۹۵ فیصد سے زیادہ مارکیٹ والیم (حجم) میں حصہ ڈالتے ہیں [۲۸]۔

ایک سائنسی تحقیق بٹ کوائن کے استعمال اور اس کا دیگر اثاثوں سے مقابلے کے تناظر میں لکھی گئی ہے۔ محققین کی تحقیق کا خلاصہ ہے کہ

''بٹ کوائن کا دور دور تک کوئی تعلق نہیں ہے روایتی اثاثہ جات کیساتھ جیسے اسٹاک، بانڈز اور کموڈٹیز، چاہے وہ عام اوقات ہوں یا مالیاتی بحران کے دن ہوں، بٹ کوائن ٹرانزیکشن کے اعداد وشمار کا تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ بٹ کوائن بنیادی طور پر ایک قیاس آرائی (سٹے بازی) پر مبنی سرمایہ کاری کے طور پر استعمال ہوتے ہیں نہ کہ متبادل کرنسی اور بطور آلہ مبادلہ۔''[۲۹]

مجموعی طور پر ان محققین نے بٹ کوائن کا موازنہ پانچ اثاثوں کی کلاسوں یعنی ایکویٹی (S&P500 اور S&P600)، قیمتی دھات (گولڈ اور سلور سپاٹ)، چھ مختلف کرنسی جوڑے (EUR/USD، AUD/USD، JPY/USD، GBP/USD، CNY/ USD، HUF/USD)، توانائی (WTI کروڈ آئل انڈیکس، HH نیچرل گیس انڈیکس)، اور بانڈ (بلومبرگ یوایس کارپوریٹ بانڈ انڈیکس، بلومبرگ یوایس ٹریژری بانڈ انڈیکس، بلومبرگ USD ہائی یلڈ کارپوریٹ بانڈ انڈیکس) سے کیا ہے اور یہ نتیجہ اخذ کیا کہ بٹ کوائن تمام روایتی اثاثوں کی کلاسوں سے مختلف ہے۔ انہی محققین نے تحریر کیا ہے کہ تقریباً دو سے پانچ فیصد لوگوں نے بٹ کوائن کو چیزوں اور اشیاء کی خریداری کیلئے استعمال کیا جبکہ پچانوے فیصد لوگوں نے اس کو بطور سرمایہ کاری کے استعمال کیا۔ان کے تحقیق کا خلاصہ یہ تھا۔ ''ہم یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ بہت کم ایسے صارفین ہیں جو بٹ کوائن کو خالصتاً بطور آلہ مبادلہ استعمال کرتے ہیں اور صارفین کی بہت بڑی تعداد بٹ کوائن کو سرمایہ کاری کے لیے استعمال کرتے ہیں۔''

خلاصہ کلام

سائنسدان اور محققین کرپٹو کرنسی کی ماہیت کے بارے میں واضح سمجھ رکھتے ہیں، اسی طریقے سے علمائے کرام کی اکثریت اور مستند دارالافتا کا بہت ہی واضح موقف ہے کہ کرپٹو کرنسی کی اپنی ذاتی خرید وفروخت یا اس کے ذریعے سے دیگر اثاثہ جات کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔علمائے کرام کے مطابق یہ فرضی وتخیلاتی نمبر شرعی طور پر مال بننے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے۔اس مضمون میں ہم نے علمائے کرام کے موقف کو مزید تقویت دینے کیلئے سائنسی حوالہ جات فراہم کئے ہیں۔ وہ دن گئے جب کرپٹو کرنسی کے بارے میں تکنیکی تفصیلات چھپائی جا سکتی تھیں۔ اب کوئی بھی کرپٹو کرنسی کی اصل ماہیت کو سمجھنے کیلئے اصل سائنسی ماخذ کو پڑھ سکتا ہے اور ہمیں یقین ہے کہ وہ اسی نتیجے پر پہنچیں گے جیسا کہ ہمارے معزز علمائے کرام پہنچے ہیں یعنی کرپٹو کرنسی محض کھاتے (لیجر) میں فرضی نمبروں کے اندراج کی تجارت ہے یا مزید واضح طور پر مبیع کے بغیر ٹرانزیکشن کی خرید وفروخت ہے۔

حواشی وحوالہ جات

[1] F. Tschorsch and B. Scheuermann, "Bitcoin and Beyond: A Technical Survey on Decentralized Digital Currencies," in IEEE Communications Surveys & Tutorials, vol. 18, no. 3, pp. 2084-2123, thirdquarter 2016.

[2] FATF REPORT, Virtual Currencies Key Definitions and Potential AML/CFT Risks, June 2014.

[3] https://www.newscientist.com/definition/bitcoin/

[4] Dominic Hobson, What is bitcoin? XRDS crossroads. ACM Magazine for Students, vol. 20, Issue 1, 2013.

[5] Satoshi Nakamoto, Bitcoin: A Peer-to-Peer Electronic Cash System. Accessed: Apr 2023. [Online]. Available: https://bitcoin.org/bitcoin.pdf

[6] Harald Vranken, Sustainability of bitcoin and blockchains, Current Opinion in Environmental Sustainability, Volume 28, 2017.

[7] D. Drusinsky, "On the High-Energy Consumption of Bitcoin Mining," in Computer, vol. 55, no. 1, pp. 88-93, Jan. 2022.

[8] D. Puthal, N. Malik, S. P. Mohanty, E. Kougianos and G. Das, "Everything You Wanted to Know About the Blockchain: Its Promise, Components, Processes, and Problems," in IEEE Consumer Electronics Magazine, vol. 7, no. 4, pp. 6-14, July 2018.

[9] M. C. Kus Khalilov and A. Levi, "A Survey on Anonymity and Privacy in Bitcoin-Like Digital Cash Systems," in IEEE Communications Surveys & Tutorials, vol. 20, no. 3, pp. 2543-2585, thirdquarter 2018.

[10] Madise, Sunduzwayo, Back to the Future? Evolving Forms of Money (June 9, 2015). Available at SSRN: https://ssrn.com/abstract=2622080 or http://dx.doi.org/10.2139/ssrn.2622080

[11] V. Buterin, A next generation smart contract and decentralized application platform, 2014. [Online]. Available: https://github.com/ethereum/wiki/wiki/White-Paper

[12] G. F. Hurlburt and I. Bojanova, "Bitcoin: Benefit or Curse?," in IT Professional, vol. 16, no. 3, pp. 10-15, May-June 2014.

[13] S. Meiklejohn et al., A Fistful of Bitcoins: Characterizing Payments among Men with No Namesand was published in the Proceedings of the Internet Measurement Conference, 2013, ACM.

[14] A digital signature is an electronic analogue of a written signature; the digital signature can be used to provide assurance that the claimed signatory signed the information. NIST Digital Signature Standard, U.S. Department of Commerce, 03rd February 2023. Link:

https://csrc.nist.gov/projects/digital-signatures

[15] D. Yaga, P. Mell, N. Roby, and K. Scarfone, Blockchain Technology Overview, NIST Interagency/Internal Report (NISTIR), National Institute of Standards and Technology, Gaithersburg, MD, 2018.

https://csrc.nist.gov/csrc/media/publications/nistir/8202/draft/documents/nistir8202-draft.pdf

[16] Mufti Muhammad Taqi Usmani, An Introduction to Islamic Finance. Accessed: 31st Jan 2024.

[17] Justice Mufti Muhammad Taqi Usmani, Causes and Remedies of the Recent Financial Crisis From An Islamic Perspective, Turath Publishing, 2014.

[18] NIST Digital Signature Standard, U.S. Department of Commerce, 03rd February 2023. Link: https://csrc.nist.gov/projects/digital-signatures

[19] Satoshi Nakamoto, Bitcoin: A Peer-to-Peer Electronic Cash System. Accessed: Apr 2023. [Online]. Available: https://bitcoin.org/bitcoin.pdf

[20] Sarah Underwood, Blockchain beyond bitcoin, Communications of the ACM, Volume 59, Issue 11, pp 1517, 2016.

[21] I. Malakhov, A. Marin, S. Rossi and D. S. Menasch, Confirmed or Dropped? Reliability Analysis of Transactions in PoW Blockchains,in IEEE Transactions on Network Science and Engineering, in Print, 2024.

[22] GERBA, E. and RUBIO, M., Virtual Money: How Much do Cryptocurrencies Alter the Fundamental Functions of Money?, Study for the Committee on Economic and Monetary Affairs, Policy Department for Economic, Scientific and Quality of Life Policies, European Parliament, Luxembourg, 2019.

[23] https://www.eba.europa.eu/eu-financial-regulators-warn-consumers-risks-crypto-assets

[24] Kevin Davis, Why crypto is gambling and not investing, Financial Review, Jan 2022.

[25] Dirk G. Baur, Tohmas Dimpfl, and Konstantin Kuck, Bitcoin, gold and the US dollar A replication and extension, Finance Research Letters Volume 25, June 2018, Pages 103-110.

[26] Ashish Rajendra Sai, Jim Buckley, Andrew Le Gear, Characterizing Wealth Inequality in Cryptocurrencies, Frontiers in Blockchian, Volume 4 - 2021.

[27] Hossein Jahanshahloo, Felix Irresberger, Andrew Urquhart, Bitcoin under the microscope, The British Accounting Review, 2023.

[28] Anqi Liu, Hossein Jahanshahloo, Jing Chen & Arman Eshraghi, Trading patterns in the bitcoin market, The European Journal of Finance, 2023.

[29] Dirk G. Baur, KiHoon Hong, Adrian D. Lee, Bitcoin: Medium of exchange or speculative assets?, Journal of International Financial Markets, Institutions and Money, Volume 54, 2018.

*   *   *

مفتی محمد راشد ڈسکوی*

موسمِ گرما سے متعلق شریعت کی تعلیمات

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ(آل عمران: ۱۹۰)

''بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم تبدیلی میں عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں''۔

ایک روایت میں ہے کہ تلاوت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اس پر افسوس ہے جو یہ آیت پڑھے اور اس میں غور نہ کرے'' (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، الرقم: ٦١٩)

دن اور رات کے بدل بدل کر آنے سے ہی موسم بنتے ہیں، من جانب اللہ پورے سال میں چار موسم آتے ہیں، سرما، گرما، بہار اور خزاں۔ یہ چاروں موسم اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں کہ حضرت انسان اپنی جسمانی ساخت کی مخصوص خصوصیات کی بناء پر کسی ایک موسم میں ہی زندگی بسر نہیں کرسکتا بلکہ اسے جسمانی نشونما کے لیے الگ الگ موسموں کی ضرورت پڑتی ہے، چنانچہ سال کے چار موسموں میں سے ایک موسم گرما ہے، اس میں دن بڑے ہوتے ہیں اور راتیں چھوٹی ہوتی ہیں، درجہ حرارت زیادہ ہوتا ہے، موسم گرما میں ایک مسلمان کے لیے اللہ عزوجل نے عبرت وموعظت کے چند پہلو رکھے ہیں، یہ موسم گرما اپنے اندر پیغام رکھتا ہے اور انسان کو ذاتِ خداوندی کی طرف متوجہ کرتا ہے، موسموں کی تبدیلی میں بھی انسان کے لیے عبرت وموعظت کے عجیب پہلو چھپے ہوئے ہیں۔ چاند وسورج کی قربت اور دوری موسموں کی تبدیلی کی وجہ بنتی ہے، جب سورج کرہ ارضی سے دور ہوجاتا ہے تو سخت سردی پڑتی ہے اور جب یہ کرۂ ارض سے قربت اختیار کرلیتا ہے تو گرمی کی حدت وتمازت ہوتی ہے، یہی چاند وسورج، حیاتِ کائنات کے جزوِ لازم ہیں، ان کے بُعد وقربت سے گرمی کی شدت اور سردی کی برودت پیدا کی جاتی ہے۔

---

* دارالافتاء جامع مسجد اشتیاق، ڈسکہ سیالکوٹ

دنیا کی یہ گرمی آخرت کی گرمی کا ایک حصہ اور جزو ہے، سخت گرمی میں تپتے فرش پر ننگے پاؤں چلنا ممکن نہیں ہوتا، اس تپش کو سوچتے ہوئے میدان حشر کے دن کی گرمی کا تصور کر کے اس سے بچنے کی دعا اور اس سے بچنے والے اعمال کے اندر لگنا چاہیے۔

☆ گرمی میں آنے والے پسینے میں شرابور ہو جانے کے وقت میدان حشر میں ہر ہر شخص کے اپنے گناہوں کے بقدر پسینے میں ڈوبے ہونے کا تصور باندھ کر اس سے بچنے کی فکر کرنی چاہیے۔

☆ دنیا کی گرمی میں پیاس کی شدت اور گرمی کی وجہ سے حلق کے خشک ہو جانے کے وقت میدان حشر اور جہنم کی پیاس کو سوچ کر، اس وقت اس محتاجگی سے بچنے کی فکر کرنی چاہیے۔

گرمی پیدا ہونے کا سماوی سبب

حضرت ابو ہریرہؓ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جہنم نے اپنے رب کے حضور میں شکایت کی اور کہا کہ اے میرے رب! میرے ہی بعض حصے نے میرے بعض حصے کو کھا لیا ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے دو سانسوں کی اجازت دی، ایک سانس جاڑے میں اور ایک گرمی میں، تم انتہائی گرمی اور انتہائی سردی جو ان موسموں میں دیکھتے ہو، اس کا یہی سبب ہے'' (صحیح البخاری، الرقم: ٣٢٦٠) لہٰذا ایک مسلمان کے نزدیک موسم گرما کے وجود میں آنے کے اسباب حقیقی میں سے ایک سبب جہنم کا سانس لینا ہے۔

گرمی کی شدت کے وقت کیا کرنا چاہیے؟

گرمی کی شدت عروج پر ہو اور کوئی شخص ہزار بار بھی یہ بولے کہ گرمی بہت ہے، گرمی بہت ہے، ہائے گرمی، ہائے گرمی، وغیرہ وغیرہ تو سوچیں اس کے یہ کہنے سے موسم ٹھنڈا ہو جائے گا؟ نہیں ہوگا، اسی طرح یہ شخص محض اس طرح بولتے رہنے سے موسم کے مضر اثرات سے نہیں بچ پائے گا، یا ایسے موسم میں ہونے والے گناہوں اور بے اعتدالیوں سے، دوسروں کی حق تلفیوں سے اپنے کو نہیں بچا سکے گا بلکہ اسے اس دنیا میں اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کی خاطر بہت کچھ کرنا ہوگا، اپنی حفاظت بھی کرنی ہوگی، اپنے کو گناہوں سے بھی بچانا ہوگا، اپنی عبادات کی نگرانی بھی کرنی ہوگی اور دوسروں کو بھی اپنے شر اور انہیں اذیت دینے سے بچانا ہوگا یعنی اس طریقے سے آخرت کی گرمی اور سختی سے بچنے کی کوشش بھی خوب سے خوب کرنی ہوگی۔

موسم گرما ہو یا موسم سرما؛ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے ہوئے تین بار اللہ سے

جنت کا سوال اور تین بار اللہ سے جہنم سے پناہ مانگنی چاہیے کہ ہمارے اس عمل سے جنت اور دوزخ خود ہمارے لیے دعا گو ہوں گی، جیسا کہ حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اللہ تعالیٰ سے تین بار جنت مانگتا ہے اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ تو جنت کہتی ہے: اے اللہ! اسے جنت میں داخل کر دے اور جو تین مرتبہ جہنم سے پناہ مانگتا ہے اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ تو جہنم کہتی ہے اے اللہ! اس کو جہنم سے نجات دے دے (الترمذی: ۲۵۷۲) اسی طرح جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی گرمی سے بچنے کے لیے اور اس دن عرش کا سایہ حاصل کرنے والے سات قسم کے اعمال اختیار کرنے والے خوش نصیبوں کا تذکرہ فرمایا، ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے آپ کو ان سات افراد میں شامل کرلیں۔

حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''سات قسم کے آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اُس دن اپنے (عرش کے) سایہ میں رکھے گا جس دن اُس کے عرش کے سوا کوئی اور سایہ نہ ہوگا: (۱) انصاف کرنے والا حاکم (۲) وہ نوجوان جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں جوان ہوا ہو (۳) وہ شخص جس کا دل ہر وقت مسجد میں لگا رہے (۴) دو ایسے شخص جو اللہ کیلئے محبت رکھتے ہو، اسی محبت کی بنیاد پر وہ جمع ہوتے ہوں اور اسی پر جدا ہوتے ہوں (۵) ایسا شخص جسے کسی خوبصورت اور عزت دار عورت نے بلایا لیکن اس نے یہ جواب دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں (۶) وہ انسان جو صدقہ کرے اور اسے اس درجہ چھپائے کہ بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا (۷) اور وہ شخص جو اللہ کو تنہائی میں یاد کرے اور اسکی آنکھیں آنسوؤں سے بہنے لگ جائیں'' (البخاری: ۱٤۲۳)

موسم گرما میں اپنی حفاظت کیجیے

☆ گرمی سے پیدا ہونے والے اَمراض سے پناہ مانگنا: گرمی کی وجہ سے بخار اور دیگر کئی امراض پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، ان سے حفاظت کے لیے ظاہری اسباب اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان سے بچنے کے لیے بھی دعا گو رہنا چاہیے۔ (صحیح البخاری، الرقم: ۵۷۲۳)

☆ بلا وجہ دھوپ میں نہ بیٹھنا: موسم گرما کے اَن گنت فائدے ہیں سب سے اہم دھوپ جو کہ پودوں کے لیے بہت ضروری ہے، اسی گرم موسم کی وجہ سے فصلیں اور پھل پکتے ہیں، دھوپ کی مدد سے ہمارے جسم میں وٹامن ڈی بنتی ہے جو کہ ہمارے جسم کی صحت کے لیے، ہڈیوں کی مضبوطی کے لیے بہت مفید ہے، جسم کے بہت سے زہریلے جراثیم بھی مر جاتے ہیں لیکن بلا وجہ گرمی میں یا دھوپ میں بیٹھنا اچھا عمل نہیں ہے کیونکہ گرمی جہنم کی تپش سے ہے لہٰذا بلا وجہ دھوپ میں بیٹھنا اپنے آپ کو زندگی

میں ہی جہنم کی تپش پہنچانے کے مترادف ہے، دوسری بات یہ ہے کہ اس گرمی کی وجہ سے بعض بیماریاں بھی پیدا ہوتی ہیں، چنانچہ اسلام نے انسان کو تکلیف سے دور رکھنے کے لیے خیر خواہی کے طور پر دھوپ اور گرمی میں بیٹھنے سے منع فرمایا(مسند أحمد: ۱۵۵۱۰)

☆ سائے دار جگہ کی حفاظت کرنا۔موسم گرما میں چونکہ گرمی سے بچنے کے لیے سایہ دار جگہ تلاش کر کے وہاں آرام کیا جاتا ہے، اس لیے ایسی جگہوں میں قضائے حاجت کرنا، یا گندگی وغیرہ ڈالنا لوگوں کو اذیت پہنچانے والا عمل ہے، اس سے بچنے کی ضرورت ہے، احادیث مبارکہ میں ایسے اعمال پر لعنت وارد ہونے کا ذکر ملتا ہے (ابو داؤد: ۲۶)

☆ گرمی سے بچنے کے لیے سر پر کپڑا رکھنا: حکماء کا قول ہو کہ جس نے اپنے آپ کو بیماری سے محفوظ رکھنا ہو وہ سردی اور گرمی سے اپنے سر اور پاؤں کو بچائے، چنانچہ سخت گرمی اور دھوپ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کرنے کا بندوبست کیا کرتے تھے (صحيح مسلم: ۱۲۹۸)

☆ موسم گرما میں چھت پر سونا: سخت گرمی میں رات کے وقت گھروں کی چھتوں پر سونے کا معمول ہوتا ہے، بوقت ضرورت ضرور سوئیں، لیکن اس وقت جب اس چھت کی منڈیر ہو، ورنہ بغیر منڈیر کی چھت پر سونے سے احادیث مبارکہ میں منع کیا گیا ہے، کہ مبادا رات کو سوتے ہوئے کوئی شخ چلنے کا عادی ہو اور اس طرح سوتے میں چل کر چھت سے نیچے ہی گر کر ہلاک نہ ہو جائے (الأدب المفرد: ۱۱۹٤)

☆ موسم گرما میں نہروں، تالابوں میں نہانا: گرمی سے بچنے کی خاطر نوجوانوں کا ایک محبوب مشغلہ نہروں میں نہانا بھی ہوتا ہے، اگر آپ تیراکی کے ماہر ہیں تو کسی چھوٹی نہر میں ایسے وقت میں نہانے میں کوئی حرج نہیں جس وقت میں طغیانی نہ ہو اور ایسی صورت میں بھی چند امور کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

(۱) ایسا لباس پہن کر نہائیں جو پورے ستر کو چھپائے ہوئے بھی ہو اور اس میں سے ستر والے اعضاء نمایاں بھی نہ ہوں۔

(۲) والدین کی اجازت یا انہیں اطلاع کیے بغیر نہانے کے لیے نہ جائیں۔

(۳) نہروں میں گہرائی والی جگہوں میں داخل نہ ہوں۔

(۴) سوئمنگ پولز اور تالابوں میں نہاتے ہوئے موسیقی وغیرہ لگانے سے بچیں۔

(۵) ایسی جگہ جہاں مرد و زن کا مخلوط اجتماع ہو، وہاں نہانا جائز نہیں بلکہ محض مستورات کا انفرادی

طور پر بھی ایسی جگہوں میں نہانا کئی فتنوں کا باعث ہے اور اسلامی مزاج کے خلاف ہے، اس لیے مستورات اکیلی بھی ایسی کھلی جگہوں میں نہانے سے بچیں۔

(۶) گرمیوں کے لیے موزوں پھل اور سبزیوں کا استعمال: ہر موسم کی اپنی خصوصیات ہوتی ہیں، اسی طرح ہر موسم کے اپنے ذائقے دار اور رسیلے اور بے شمار خصائص پر مشتمل پھل بھی ہوتے ہیں، موسم گرما میں انسان کی غذائی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے بھرپور غذائیت اور لذت کی حامل بہت سی ایسی سبزیاں، اجناس اور پھل پیدا فرماتے ہیں جو اسی موسم کے ساتھ خاص ہوتے ہیں جو گرمی کے موسم میں انسانی وجود کو ٹھنڈک پہنچانے کے ساتھ ساتھ جسم میں موجود زہریلے مواد کو خارج کرتے ہیں اور مختلف قسم کے وٹامنز کی کمی کو بھی پورا کرتے ہیں اور کینسر، ذیابیطس اور متعدد امراض سے حفاظت کا ذریعہ بھی ہوتے ہیں (مثلاً موسم گرما کے پھلوں میں آم، تربوز، خربوزہ، آلوچے، فالسے، جامن، لیچی، اسٹرابیری، پپیتے اور آڑو قابل ذکر ہیں، اِن پھلوں کو گرمیوں کے موسم میں اپنی خوراک کا حصہ بنا کر آپ اس موسم کے مضر نقصانات کا بہتر طور پر مقابلہ کر سکتے ہیں اور موسم گرما کی چند مشہور اور خاص سبزیاں کریلہ، گھیا کدو، کالی توری، بھنڈی توری، بینگن، ٹماٹر، سبز مرچ، شملہ مرچ، تر اور کھیرا وغیرہ بہت اہم ہیں) فوائد اور لذات سے بھرپور ان نعمتوں کا تقاضا یہ ہے کہ انسان؛ ان نعمتوں کے خالق کی تعریف و توصیف کے کلمات ادا کر کے قولا اور عملا بھی شکر گذار ہو اور اس کی اطاعت وفرماں برداری بجالائے اور کفران نعمت سے بچے۔

(۷) بارش میں نہانا: سخت گرمی کے موسم میں اپنے ستر کی حفاظت کرتے ہوئے نہانا بھی احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ (مسلم: ۸۹۸)

موسم گرما میں اپنی عبادات کی حفاظت کیجیے

موسم گرما میں نمازِ فجر میں سستی: گرمی کے موسم میں دن طویل اور راتیں مختصر ہونے اور دن بھر کام کی تھکاوٹ کی وجہ سے عشاء کی نماز کے رہ جانے کا اور چھوٹی راتوں میں آرام مکمل نہ ہونے کی وجہ سے صبح فجر کی نماز کے رہ جانے کا امکان ہوتا ہے لہٰذا اپنے ذہن کو تیار کر کے اور تھوڑی ہمت کر کے ان دونوں نمازوں میں باجماعت حاضری کی کوشش کرنی چاہیے، حدیث پاک میں بھی ان دونوں نمازوں کا خصوصی ذکر کیا گیا ہے اور ان میں شرکت کی ترغیب دی گئی ہے۔ (مسلم: ۶۵۱)

سفر میں نماز نہ چھوڑنا: نماز کی تو کسی حال میں معافی نہیں ہے، گرمی کی شدت اور سفر، دونوں امور

میں ہی انسان اپنے آپ کو مشقت میں پاتا ہے، اس دوران نمازوں کا اہتمام کرنا یقیناً بڑی ہمت کی بات ہے لیکن مضبوط ایمان والے اطاعت خداوندی میں ان مشقتوں کی پرواہ نہیں کرتے اور ان احوال میں بھی نماز کا اہتمام کرتے ہیں۔

گندم کی کٹائی اور عشر: موسم گرما میں گندم کی کٹائی ہوتی ہے، اسی طرح باغات میں کئی قسم کے پھلوں کی فصلیں اسی موسم میں تیار ہوتی ہیں، اس لیے ان مواقع پر اپنی فصلوں کے عشر یا نصف عشر کا اہتمام کرنا بھی ایک نہایت اہم امر شرعی ہے (عشر اور نصف عشر کے تفصیلی احکام بوقتِ ضرورت مفتیان کرام سے معلوم کیے جاسکتے ہیں)

موسم گرما اور نماز استسقاء: موسم گرما میں اگر بارشیں نہ ہوں اور قحط سالی کا سا منظر قائم ہو جائے تو ایسے موقع پر صلوٰۃ الاستسقاء پڑھنا مسنون عمل ہے۔ (البخاري: ۱۰۲۵) (تفصیلی احکام بوقتِ ضرورت مفتیان کرام سے معلوم کیے جاسکتے ہیں۔)

موسم گرما میں اپنے ستر کی حفاظت کیجیے!

☆ موسم گرما میں گرمی کی شدت کی وجہ سے عموماً باریک کپڑے اور بسا اوقات مختصر کپڑے پہنے جاتے ہیں، بالخصوص رات کو سوتے وقت بہت سارے مرد صرف شلوار، بنیان یا تہہ بند پر ہی اکتفاء کرتے ہیں لہٰذا گرمی والے ایسے احوال میں لباس کے انتخاب میں ان امور کا خیال کرنا ضروری ہے کہ لباس اتنا باریک نہ ہو کہ اس میں سے جسم کے مخفی اعضاء (مرد کے لیے ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنے کے نیچے تک کے اعضاء) نظر آئیں، رات کو سوتے ہوئے تہہ بند کے نیچے جانگیہ وغیرہ بھی ضرور پہن لیا جائے اگر ہواخوری کی وجہ سے کچھ کپڑے اتارنا پڑیں تو اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ شلوار یا تہہ بند ناف سے زیادہ نیچے تک نہ ہو اور گھٹنوں اور ران کو ننگا نہ کیا جائے، بلا عذر ستر کھولنا لعنت اترنے کا موجب قرار دیا گیا ہے (مشکوٰۃ: ۳۱۲۵)

☆ گرمیوں میں بالخصوص نماز فجر کے لیے آتے ہوئے شب باشی والے لباس میں ہی چلے آنا کراہت کا باعث ہے، اس سے بچا جائے۔

☆ تالابوں، نہروں اور بارش میں نہاتے ہوئے ہوئے بھی ایسے کپڑوں کا استعمال کیا جائے جن میں جسم نہ جھلکے اور وہ لباس مکمل ستر کو چھپانے والا بھی ہو۔

موسم گرما میں اپنے آپ کو گناہوں سے بچایئے!

☆ موسم گرما میں جب شب باشی کے لیے اپنی چھت پر جائے تو دیہاتوں وغیرہ میں چونکہ گھروں کی چھتیں ایک دوسرے کے چھتوں کے ساتھ ملی ہوتی ہیں اور دوسرے گھر والے بھی سونے کے لیے اپنی چھت پر آئے ہوتے ہیں تو اپنی چھت پر چڑھ کر دوسروں کے گھروں میں جھانکنا اور ان کی مستورات کو دیکھنا سخت گناہ ہے، اس سے بچنے کی مکمل کوشش کی جائے، صحیح احادیث میں اس فعل کی سخت نکیر کی گئی ہے۔ (مسلم: ۲۱۵۸)

☆ تالابوں میں یا بارش میں نہاتے ہوئے اگر دوسروں نے ایسے باریک کپڑے پہنے ہوں کہ ان کے اعضاء مستورہ ظاہر ہو رہے ہوں تو بہت اہتمام سے اپنے آپ کو بدنظری سے بچایا جائے۔

☆ گرمی کی شدت سے بچنے کی خاطر بہت سے لوگ اے سی وغیرہ چلانے کی خاطر بجلی کی چوری کے مرتکب ہو جاتے ہیں، یہ بھی بہت بڑا اور سنگین جرم ہے اور اس جرم سے معافی بھی آسان نہیں ہے کہ یہ پوری عوام کا حق تھا جسے یہ خود اکیلا غصب کرنے والا بن گیا۔

☆ موسم گرما میں عموماً لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے اکثر عوام واپڈا والوں کو لعن طعن یا گالیاں دینے میں ملوث نظر آتی ہے، یاد رکھیں کہ یہ ایسا لایعنی اور گناہ والا فعل ہے کہ دنیا میں تو سوائے اپنے آپ کو ہی ذہنی زدوکوب کرنے کے اس کا کوئی فائدہ ہے ہی نہیں اور آخرت میں وبال ہی وبال ہے۔

☆ موسم گرما میں مچھروں کی بہتات ہوتی ہے، موذی حشرات الارض کو آگ سے جلا کر مارنا منع ہے، تاہم بوقتِ ضرورت مچھروں کو مارنے کے لئے زہریلی دوا اور الیکٹرانک مشین کا استعمال جائز ہے، چونکہ اس میں بجلی ہوتی ہے، آگ نہیں ہوتی، اس لئے ایسے آلے کے استعمال کی گنجائش ہے۔

موسم گرما میں دوسروں کو اذیت دینے سے بچیں

☆ موسم گرما میں لوگ سایہ دار جگہوں میں بیٹھ کر گرمی کی تپش سے اپنے آپ کو بچاتے ہیں لیکن بعض ناداں اور جاہل لوگ سایہ دار جگہوں پر بول و براز کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہاں بیٹھنا محال ہو جاتا ہے، شرعاً ایسا کرنا سخت ممنوع ہے۔

☆ موسم گرما میں پسینہ آنے کی وجہ سے جسم میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے، جس سے پاس بیٹھنے والے

شخص کو شدید اذیت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، احترام کی وجہ سے اس سے اس کی شکایت بھی نہیں کرتا اور بسا اوقات متبادل جگہ نہ ہونے کی وجہ سے وہاں سے اٹھ بھی نہیں سکتا، یہ ایذاء مسلم ہے جو شرعی نقطہ نگاہ سے حرام ہے، چنانچہ ابتداء اسلام میں تو جمعہ کا غسل واجب قرار دیا گیا تھا، پھر بعد میں اس حکم میں تخفیف ہوگئی تھی، الغرض! خوب اہتمام سے غسل وغیرہ کے ذریعہ اپنے آپ سے پسینے کی بو کو زائل کیا جائے۔

☆ پسینے سے بچنے کی خاطر بسا اوقات انسان خوشبو وعطر کا ستعمال کرتا ہے تو ضروری ہے کہ خوشبو یا عطر ایسا ہو جو دوسروں کو تکلیف دینے والا نہ ہو، یعنی بہت تیز نہ ہو کہ حساس طبیعت والے تیز خوشبو کی وجہ سے تکلیف میں پڑ جاتے ہیں۔

☆ اسی طرح ہمارے پاس موجود مزدور طبقہ اور ملازمین بھی گرمی کی شدت کو ہماری طرح ہی محسوس کرتے ہیں جس طرح ہم محسوس کرتے ہیں، یہ تو رب عز وجل کی تقسیم ہے کہ اس نے ہمیں کام لینے والا اور انہیں کام کرنے والا بنایا، ان کے آرام، سایہ اور خوراک کا خیال رکھنا بھی شریعت کی اہم تعلیمات میں سے ہے۔

☆ موسم گرما میں بے زبان جانوروں کو بھی سایہ میں کھڑے کرنا اور بروقت ان کے دانہ پانی کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

☆ اجتماعی زندگی میں رہنے والے افراد کے لئے یہ بھی ضروری ہے ان جگہوں میں وقف اشیاء سے دوسروں کو محروم رکھتے ہوئے خود اکیلے ہی ان اشیاء کا غاصبانہ استعمال نہ کریں، جیسے مساجد یا مدارس میں اے سی اور پنکھوں کے سامنے خود ہی قبضہ جما کر بیٹھے رہنا وغیرہ۔

☆ بارش کے موسم میں پانی کی وجہ راستوں میں کیچڑ ہوتا ہے، ایسی جگہوں سے سواری پر گزرتے ہوئے بالخصوص دوسروں کو کیچڑ کی چھینٹوں سے محفوظ رکھنا بھی بہت ضروری ہے تاکہ ہماری بے احتیاطی کی وجہ سے دوسرا اذیت، تکلیف اور مشقت میں نہ پڑے۔

موسم گرما میں پانی پلانے کا اہتمام کیجیے

گرمی کے موسم میں سب سے فرحت بخش اور پر لطف نعمت ٹھنڈا پانی ہے، قیامت کے دن نعمتوں میں سب سے پہلا حساب ٹھنڈے پانی کا ہوگا۔

☆ پانی ایک عظیم نعمت ہے لہٰذا اس نعمت کا احساس اور اس کا شکر ادا کرنے کیلئے اس موسم میں بڑے

پیمانے پر پانی کے صدقے کا اہتمام کریں، جیسے نہر یا کنواں کھدوانا، فلٹریشن پلانٹ لگوانا، مساجد ومدارس میں کولر نصب کروانا، بالخصوص جمعہ والے دن بسہولت میٹھے پانی کا بندوبست کرنا وغیرہ۔

☆ اسی طرح چھوٹے پیمانے پر جیسے: مزدوروں، مسافروں، طالبعلموں بلکہ چرند پرند اور جانوروں تک کے لیے گھروں کی چھتوں پر پانی کا انتظام کرنا، اپنی دوکانوں پر، عوامی مقامات اور ٹریفک اشاروں پر پانی کا انتظام کرنا وغیرہ۔ یہ بہترین صدقہ جاریہ شمار ہوگا۔

☆ پانی پلانا باعثِ مغفرت ہے (جیسا کہ ایک شخص کا کتے کو کنویں سے پانی نکال کر پلانا اور اسی طرح ایک فاحشہ عورت کا پیاسے کتے کو پانی پلانا ان کی مغفرت کا سبب بنا)، امام قرطبیؒ لکھتے ہیں کہ بعض تابعین سے یہ منقول ہے کہ جس کے گناہ زیادہ ہوں تو وہ لوگوں کو پانی پلائے، تحقیق اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو معاف کردیا جس نے ایک کتے کو پانی پلایا تھا تو اللہ ایسے شخص کو کیسے معاف نہیں کریگا جو ایک موحد مؤمن کو پانی پلائے اور اسے زندہ کرے (تفسیر القرطبی: ۷/۲۱۵)

☆ احادیث میں فوت شدگان کی طرف سے صدقہ وخیرات کے لیے پانی پلانے کی ترغیب موجود ہے۔ (النسائی: ٣٦٦٦)

☆ پانی پلانا ایک ایسی نیکی ہے کہ جس کے باعث انسان کو جسمانی بیماریوں سے بھی شفا حاصل ہوتی ہے۔ امام ذہبیؒ نے سیر اعلام النبلاء میں ایک واقعہ نقل کیا کہ ایک شخص نے امام ابن المبارک رحمہ اللہ سے اپنے گھٹنے کے متعلق سوال کیا جو سات سال سے زخمی تھا اور اس سے خون رس رہا تھا، اس شخص نے کہا: میں کافی اطباء سے علاج کروا چکا ہوں لیکن کوئی افاقہ نہ ہوا۔ امام صاحبؒ نے فرمایا: کسی ایسی جگہ پر کنواں کھدواؤ جہاں لوگوں کو پانی کی ضرورت ہے، مجھے امید ہے کہ اُدھر پانی کا چشمہ پھوٹ نکلے گا اِدھر تیرے گھٹنے کا خون رک جائے گا۔ پس اس شخص نے امام صاحب کے مشورے پر عمل کیا اور اس طرح اس کے گھٹنے کا خون رک گیا۔ (سیر أعلام النبلاء: ج۸ ص۴۰۸)

☆ گرمی سے صرف انسان ہی نہیں بلکہ جانور بھی شدید متاثر ہوتے ہیں اور بعض اوقات پانی نہ ملنے کی وجہ سے جانور مر بھی جاتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے کوئی کنواں کھدوایا اور اس سے کسی پیاسے انسان، جن یا چرند پرند نے پیا تو اس کا اجر قیامت کے دن اسے ضرور ملے گا۔ (الترغیب والترہیب: ۱/۲۷)

ابوغفران احمد

کالم نگار روزنامہ ''جسارت''

اہل غزہ کے مظالم پر مغربی اقوام کی صدائے احتجاج

دوسو دن اہل غزہ پر بارود و آہن کی بارش کے مکمل ہوگئے۔ دنیا کے نظریات بھی عجیب ہیں دنیا نے بار بار طاقت کی ناکامیوں کو دیکھا مگر آج پھر وہ بزور کسی کی گردن کو جھکا دینے کو اپنی کامیابی اور فتح سمجھتی ہے۔ دنیا کی بڑی عسکری طاقتوں نے ساری دنیا میں یہی کھیل جاری رکھا ہوا ہے وہ انسانوں کی گردنوں کو جھکانے ان کو فتح کرنے کے لیے اپنا کثیر سرمایہ اور جانوں کا نقصان کر رہی ہیں اور کرتی رہی ہیں مگر جب جھکی ہوئی گردنیں دوبارہ اٹھ جاتی ہیں اور ان طاقتوں کو منہ کی کھانی پڑتی ہے تو ایک ہی بیان آتا ہے اپنی سبکی مٹانے کے لیے کہ ہم نے اس آپریشن سے اپنے مقاصد کامیابی سے حاصل کر لیے ہیں حالانکہ ابھی زیادہ عرصہ بھی نہیں گزرا افغانستان میں ناٹو کی فوجوں اور ان کی قیادت کرنے والا امریکا افغانیوں کی گردنوں کو جھکانے کے لئے افغانستان میں داخل ہوا تھا اور تمام دنیا کے دانشور تجزیہ نگار یہ تجزیہ پیش کرتے نہیں تھکتے تھے کہ اب امریکا چند دنوں میں افغان کا کنٹرول حاصل کرلے گا مگر بیس سال کے بعد اپنی ناکامی کے جوتوں کا ہار پہن کر اسے واپسی کی راہ لینی پڑی اور بیان وہی تھا کہ ہم نے اپنے مقاصد حاصل کر لیے ہیں، وہ مقاصد کیا تھے؟ اس کے سوا کہ نہتے افغان عوام کے ہاتھوں بیالیس ممالک کی فوجوں کی شکست۔ آج غزہ کے چھوٹے سے خطے میں جو کہ اس دنیا کی سب سے بڑی انسانی جیل ہے، وہاں کے نہتے مسلمانوں نے دنیا کی ایٹمی طاقت اسرائیل کی ناک میں نکیل ڈال رکھی ہے، اسرائیل اب تک اپنے دشمنوں تک پہنچنے میں بری طرح ناکام رہا ہے جس کے بہت سے شواہد ہیں، ان میں سے ایک تو یہ کہ وہ حماس کی قید میں اپنے شہریوں کو بازیاب نہیں کرا سکا ہے۔ اس سبکی کو مٹانے کے لیے وہ عورتوں، بچوں کو نشانہ بنا رہا ہے اس کا ہدف معصوم شہری ہیں، پورے غزہ کے آباد علاقے، اسپتالوں، اسکولوں، درس گاہوں حتیٰ کہ عبادت گاہوں (جس میں مساجد اور گرجا گھر شامل ہیں) پر بمباری کر رہا ہے، سچ کہا ہے کسی نے کہ خون شہیداں سے پھوٹتی ہے سحر۔

غزہ کی مزاحمت نے جہاں گریٹر اسرائیل کے منصوبے کو ناکام بنا دیا ہے، وہاں اہل غزہ کے معصوم بچوں، عورتوں کے خون نے پوری دنیا کے انصاف پسند انسانوں کو جگا دیا ہے۔ وہ اسرائیل کی سفاکی اور درندگی کی حمایت کرنے والی امریکی اور یورپی حکومتوں کے مکروہ چہروں کو بھی اچھی طرح پہچان چکے ہیں ان لمحات میں اب جہاں بھی عوامی رائے کے ذریعے حکومتیں بنیں گی ان حکومتوں کی

کامیابی اور ناکامی میں سب سے بڑا عنصر اہل غزہ کے ساتھ حمایت اور یکجہتی کا ہوگا۔ جس کی مثال ابھی حال ہی میں ترکی میں ہونے والے انتخابات کے نتائج کی صورت میں آچکا ہے۔

دوسو دن کے مکمل ہونے پر حماس کے ترجمان ابوعبیدہ کا یہ بیان دنیا کے لیے ایک پیغام ہے اور ایک طویل جدوجہد کی طرف اشارہ ہے کہ فلسطینی مزاحمت پہاڑ جیسی مضبوط ہے۔ اسرائیل غزہ میں پھنس چکا ہے خود اس کے اندر اور ساری دنیا میں اس کی جارحیت کے خلاف احتجاجوں نے اس کی چولیں ہلا دیں ہیں، اسرائیل کو ان ۲۰۰ دنوں میں شرمناک شکست کے سوا کچھ نہیں ملا اور قابض صہیونی دہشت گرد فوج کی دہشت گردی کے خاتمے تک یہ جدوجہد جاری رہے گی۔ دشمن اپنے دشمن سے اچھی طرح واقف ہوتا ہے کچھ دنوں پہلے نیتن یاہو بھی یہی کہہ رہے تھے کہ یہ جنگ طویل بھی ہوسکتی ہے، ابوعبیدہ کے اس بیان کی سب سے اہم بات یہ ہے کہ اللہ کی نصرت کے ساتھ دشمن پر حملے بند نہیں ہوں گے جب تک فلسطین کی سرزمین کے ایک انچ پر بھی دشمن موجود ہے، یہ اس تحریک کے سپاہی کا بیان ہے جو کسی باقاعدہ ملک کی عسکری قوت کا تنخواہ دار سپاہی نہیں ہے، بے سروسامان ہے نہ کسی ملک کی فوجوں کے ساتھ کبھی جنگی مشقوں میں حصہ لیا ہے نہ انہیں ٹینک اور ہوائی جہاز اڑانا آتا ہے، بس اللہ پر ایمان ہے، ان سرفروشوں کی تربیت قرآن کے سائے میں ہوئی ہے غزہ کا ہر مرد اور عورت اس کتاب سے ایسا جڑے ہوئے ہیں کہ وہ اپنے تباہ شدہ گھروں کے ملبے پر بیٹھ کر قرآن کی تلاوت کرتے نظر آرہے ہیں۔ یقیناً اسی کتاب انقلاب کے پیغام کی ایک جھلک ہے کہ جس نے فلسطین کی مزاحمت کو پہاڑ جیسا مضبوط بنا دیا ہے، شہداء غزہ کے لہو سے آج دنیا میں اسی سحر نمودار ہورہی ہے جو پوری دنیا کو منور کررہی ہے جس نے جہاں دنیا میں ہلچل پیدا کردی ہے اور دنیا کے انصاف پسند انسانوں کو بھی بیدار کردیا ہے، اس سحر کی روشنی نے کولمبیا یونیوسٹی کے طلبہ و طالبات کو بھی بیدار کردیا ہے جہاں تادم تحریر اڑتالیس گھنٹے سے زیادہ ہونے کو آئے ہیں احتجاج اور دھرنوں کا سلسلہ جاری ہے پولیس نے جہاں پچاس سے زائد طلبہ و طالبات کو گرفتار کرلیا ہے تشدد کا نشانہ بنایا ہے مگر احتجاج جاری ہے اس احتجاج میں ہر مذہب سے تعلق رکھنے والے علم کے پیاسے موجود ہیں، دل خوش اور آنکھیں نم اس وقت ہوئیں جب احتجاج کے دوران نماز کے لیے صفیں بنیں، مسلمان طلبہ نے ایک اللہ کی کبریائی کا اعلان کیا اور اپنی پیشانیاں رب کے حضور رکھ کر تمام نام نہاد جعلی عالمی طاقتوں کی کبریائی کا انکار کیا۔ یہ سارے واقعات چیخ چیخ کر مسلم ممالک کے حکمرانوں کو ایک پیغام دے رہے ہیں۔

کتابِ مِلتِ بیضا کی پھر شیرازہ بندی ہے
یہ شاخِ ہاشمی کرنے کو ہے پھر برگ و بر پیدا

مولانا محمد صابر حسین ندوی

استاد جامعہ ضیاء العلوم کنڈلور جھارکنڈ انڈیا

مسلم حکمرانوں کی خوئے غلامی

سیرت طیبہ کے مطالعہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اسلام کو مکہ مکرمہ کے کھلے ہوئے دشمن اور کفار و مشرکین سے زیادہ مدینہ منورہ کے منافقین سے خطرہ تھا، یعنی وہ لوگ جنہوں نے اسلام کا دعوی کیا بلکہ اس کے ثبوت کیلئے اوروں سے زیادہ نماز و روزہ کی پابندی اور دربار رسالت ﷺ میں حاضری دی، جہاد وقتال کی باتوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے لیکن یہی لوگ جب عملی میدان کی بات ہوتی تو نہ صرف پیچھے ہٹ جاتے بلکہ اپنے ساتھ سینکڑوں کو ورغلا دیا کرتے تھے، لشکر کو ناکام بنانے اور اسلام کے ثابت قدم بھی اکھاڑ دینے کی کوشش کرتے تھے، دشمنوں کے ٹولے میں شامل ہوکر اسلامی تصویر کو گدلا کرتے تھے، آپ ﷺ ان کی دسیسہ کاریوں اور سیاہ کاریوں پر گرفت فرما کر ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت فرماتے۔ یہ بات تو طے ہے کہ اندورن دشمن کی تباہی کا موازنہ خارجی دشمن سے ناممکن ہے، مقولہ ہے ''گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے'' چنانچہ ماضی قریب ہو یا ماضی بعید ہو یا عصر حاضر میں اسلام کو بھی سب سے زیادہ نقصان اسی گروہ سے ہوا ہے، بالخصوص آج اسلام کی بدنامی اور غریبی کے ذمہ دار یہی ہیں۔

جبہ، ٹوپی، عمامہ و دستار میں کوئی کمی نہیں ہے، تعلیمی اداروں اور مراکز اسلامیہ کی کوئی قلت نہیں ہے، اصحاب ثروت اور اصحاب خیر کی تعداد بھی خاصی ہے، اسلام کے نام لیوا بھی ایک بڑی تعداد میں ہیں، شاید دنیا میں سب سے زیادہ مسلمان ہی ہیں، اس کے باوجود اسلام اور مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ وہ ہر طرف سے مار کھا رہے ہیں اور وہ پچاسوں ملک کے شاہ اگرچہ اسلام کے نام پر حکومت کی گدی پر مسلط ہیں اور دنیا کو سبز باغ دکھاتے ہیں لیکن ان کا کیفیت دگرگوں ہے، وہ خود اسلام کے دشمن بن گئے ہیں، امریکی نظام کے دلدادہ اور سرمایہ داری و اشتراکیت کے شوقین ہوگئے ہیں، خود دشمنوں کو پناہ دے کر پالتے ہیں اور ان کو اپنی ہی غذا کھلا کر اسلام کی مخالفت کیلئے تیار کرتے ہیں، ہمارے اسلامی ممالک، اسلامی ادارے (الا ما شاءاللہ)، اسکے ذمہ داران اور اس فضا کے پروردہ افراد میں اکثریت کا معاملہ یہ ہے کہ وہ خود اسلام اور اسلام کے محافظین کے دشمن ہوگئے ہیں، ایک دوسرے کا باہمی تعاون اور انتظام و انصرام کی بدحالی نے بد سے بدتر صورتحال اختیار کرلی ہے، وہ دین کے سپہ سالار بننے کے بجائے دین کے لٹیرے بن گئے ہیں، وہ بکریوں کی گلہ بانی کرتے کرتے خود بھیڑیے کی صورت اختیار کر چکے ہیں، وہ پھول کے چہرے میں خاردار جھاڑ ہوگئے ہیں، اور صحیح معنوں میں دین کیلئے ایک عظیم خطرہ بن گئے ہیں۔

صاحبزادہ عبدالحق ثانی

دارالعلوم کے شب وروز

انڈونیشین سفارتکاروں کی مدیر ''الحق'' سے ملاقات اور دارالعلوم کا دورہ

یکم جون بروز ہفتہ کو انڈونیشیا کے قائم مقام سفیر جناب رحمت ہندیارتہ کوسوما صاحب اپنے رفقاء، پولیٹکل قونصلرز، جناب ایکسل صاحب، جناب احمد صاحب کے ہمراہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے اور مدیر ''الحق'' مولانا راشدالحق سمیع صاحب سے ان کے دفتر میں تفصیلی ملاقات کی۔اس موقع پر والد محترم مولانا حامدالحق صاحب ،مولانا سید یوسف شاہ صاحب،مولانا اسرار مدنی ،مولانا اسامہ سمیع،مولانا خزیمہ سمیع بھی موجود تھے۔بعد میں مدیر ''الحق'' نے انہیں شعبہ تخصصات ،نئی لائبریری، نئی جامع مسجداور دارالعلوم کے باقی شعبہ جات کا دورہ کرایا،آخر میں محترم سفیر صاحب نے دورہ حدیث میں طلباء سے مختصر خطاب بھی فرمایا۔انہوں نے دارالعلوم حقانیہ کو عالم اسلام کا علمی و روحانی مرکز قرار دیااور دارالعلوم کے مثالی نظم ونسق اور اسکے تاریخی کردار کوخراج تحسین پیش کیا۔یاد رہے جناب رحمت صاحب کی دعوت پر مدیر ''الحق'' مولانا راشدالحق ماہ نومبر ۲۰۲۳ء میں مولانا اسرار صاحب کے ہمراہ انڈونیشیا کے دورے پر بھی تشریف لے گئے تھے اورانہوں نے وہاں کی مختلف تعلیمی ،اسلامی اور سیاسی شخصیات سے ملاقاتیں کیں اور مختلف حکومتی اداروں کا وزٹ بھی کیا،انڈونیشین سفارتکاروں کا یہ وزٹ مولانا راشدالحق صاحب کی خصوصی دعوت پر کیا گیا تھا،اس قسم کے سیاسی ،سفارتی اورعلمی نوعیت کے وفود سے دارالعلوم کی خدمات عالمی سطح پر آشکارا ہوتی ہیں اور اسلام اور دینی مدارس کا ایک اچھا تاثر سفراء اور عالمی اداروں پر مرتب ہوتا ہے۔

حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کی مصروفیات

۲۰؍اپریل: دارالعلوم کے نئے تعلیمی سال کے داخلوں کے اجلاس کی صدارت حضرت مہتمم شیخ الحدیث مولانا انوارالحق صاحب مدظلہ نے فرمائی۔اسی طرح ۲۶؍اپریل کو بھی نئے تعلیمی سال کا اجلاس منعقد ہوا اورحضرت مہتمم صاحب نے صدارت فرمائی۔ ۲۸؍اپریل: حضرت مہتمم صاحب نے جامعہ کے نئے تعلیمی سال میں جامع ترمذی شریف سے اسباق کا افتتاح فرمایااور نئے طلباء کرام کوقیمتی نصائح فرمائے۔

۲؍مئی: ختم نبوت پشاور کے علمائے کرام نے حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کی ،اس کے علاوہ پشاور کے علمائے کرام بھی حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کیلئے تشریف لائے اور انہیں اجازت سند

حدیث سے نوازا۔٦۔٧مئی : حضرت مہتمم صاحب وفاق المدارس العربیہ کے اجلاس منعقدہ جامعہ دارالعلوم کراچی میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے ۔

۸مئی: جامعہ عالمیہ بنوریہ کراچی کے مہتمم حضرت مولانا مفتی نعمان نعیم صاحب کی دعوت پر ان کے مدرسہ تشریف لے گئے ، دورہ حدیث اور تخصصات کے طلباء کو اجازت حدیث سے نوازا۔

۹مئی: استاد حدیث جامعہ عثمانیہ پشاور مولانا تحمید اللہ جان صاحب کے والد کی تعزیت کے لئے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ چارسدہ تشریف لے گئے اور مرحوم کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔

۱۲رمئی : ضلع ڈیرہ اسماعیل خان اور ضلع ٹانک سے آئے ہوئے قدیم فضلائے کرام نے شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ سے جامعہ میں ملاقات کی اور اُن سے دعائیں لیں۔

۱۳رمئی : ضلع چارسدہ، درہ آدم خیل کے فضلائے کرام نے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے ملاقات کی، اسی طرح سوات سے آئے ہوئے کالج کے سٹوڈنٹس نے بھی جامعہ دارالعلوم حقانیہ کا وزٹ کیا اور حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے ملاقات کی اور سٹوڈنٹس کو دعاؤں سے نوازا۔

۱۴رمئی : ضلع پشاور ، لنڈی کوتل سے آئے ہوئے فضلائے کرام نے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے ملاقات کی اسی طرح صدہ، ضلع کرم ایجنسی کے مولانا عبداللطیف (برادر مولانا ظفر الحق حقانی) نے بھی ملاقات حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات اور انہیں دعاؤں سے نوازا، مولانا یوسف شاہ صاحب (حضرو) جو کہ حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کے ہم سبق ہیں جامعہ تشریف لائے اور حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے ملاقات کی ☆ مجلس شوریٰ رکن مولانا مطیع الرحمٰن حقانی (مہتمم جامعہ قرطبہ کراچی) نے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے ملاقات کی ۔

نائب مہتمم صاحب مدظلہ کی مصروفیات

والد محترم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ ، نائب مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ و امیر جمعیت علما اسلام پاکستان سے انکے دفتر میں مختلف وفود نے ملاقاتیں کی ☆ ملک کے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے جمعیت علما اسلام کے رہنماؤں سے ملاقاتیں کیں اور جماعتی امور پر تبادلہ خیال کیا گیا۔☆ ایوانِ اقبال ہال لاہور میں مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے زیرِ اہتمام ''القدس کانفرنس'' کا انعقاد کیا گیا، والد محترم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ کی نمائندگی جمعیت لاہور کے رہنما قاری اعظم حسین صاحب نے کی ☆ امسال بھی حسب سابق جامع مسجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحقؒ میں ۲۹/۲۸ رمضان المبارک کو دوروزہ شبینہ ختم القرآن کا انعقاد زیر سرپرستی مولانا حافظ منظور احمد صاحب کیا گیا۔

مولانا محمد اسلام حقانی
نائب مدیر ماہنامہ ''الحق''

تعارف و تبصرہ کتب

● اسلاف پر اعتماد

مرتب: مولانا محمد اسحاق ملتانی

ضخامت: ۵۶۸ صفحات ناشر: ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

آج کے پرفتن اور پر آشوب دور میں ایمان اور اعمال کی متاع عزیز کی حفاظت اگر کسی راستے سے ممکن ہے تو وہ ہے ''اسلاف پر اعتماد'' گمراہی سے بچنے کا واحد وسیلہ یہی اسلاف کرام ہیں، اسلاف کرام پر اعتماد اور بھروسہ آج کی ایک اہم ضرورت ہے، اس دینی ضرورت کے تحت مولانا محمد اسحاق ملتانی صاحب نے اکابر علمائے دیوبند کے علوم وافکار، اقوال وملفوظات، تحریرات و بیانات سے ''اسلاف پر اعتماد'' کے نام سے ایک آسان عام فہم اور وقیع مجموعہ مرتب کیا ہے جس میں انہوں نے مولانا تھانویؒ، مفتی محمد شفیعؒ، قاری محمد طیب قاسمیؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اور دیگر اکابر کے افادات سے استفادہ کرتے ہوئے ایک بہترین کاوش منظر عام پر لانے کی سعادت حاصل کی۔ کئی اہم عنوانات پر مشتمل یہ کتاب یقیناً نئی نسل میں اسلاف بیزاری کی مرض کو روک تھام میں معاون ثابت ہوسکتی ہے۔

● والد کا پیغام اولاد کے نام

مرتب: مولانا محمد اسحاق ملتانی

ضخامت: ۵۷۶ صفحات ناشر: ادارہ تالیفات اشرافیہ ملتان

اپنی آخری لمحات میں قیمتی اور اہم باتوں کی نصیحت و وصیت کرنا انسانی تاریخ میں رائج رہا ہے، اگر دنیا میں نصیحت و وصیت ناموں کو جمع کر کے مرتب کیا گیا تو انسانی تاریخ اور لٹریچر کی دنیا میں ایک وقیع ذخیرے کا اضافہ ہوجائیگا، ایک مسلمان اپنی زندگی کے آخری لمحات میں کن کن ضروری امور کے متعلق اولاد کو نصیحت کرتا ہے؟ زیر تبصرہ کتاب ''والد کا پیغام اولاد کے نام'' انہی ضروری باتوں، نصیحتوں اور وصیتوں کا مجموعہ ہے جسے مولانا محمد اسحاق ملتانی صاحب نے بہترین انداز میں نہایت سلیقے سے مرتب کیا، یہ کاوش عوام اور خواص دونوں کے لئے یکساں مفید ہے، یہ گلدستہ اپنے موضوع پر ایک انمول تحفہ ہے، قارئین درج ذیل نمبر سے یہ حاصل کرسکتے ہیں (0322-6180738)

- **برصغیر میں فقہ حنفی کا ارتقا (۱۵۲۶ تا ۱۹۰۰)** تالیف: مولانا ڈاکٹر سید انوار علی باچا

ضخامت: ۵۵۱ صفحات ناشر: شمس پبلشرز ٹوپی ضلع صوابی 03005069309

قرآن وحدیث سے مستنبط علم کو علوم کی اصطلاح میں فقہ کہتے ہیں، پہلی صدی ہجری کے بعد فقہ ایک مستقل علم کے طور پر مدون ہوکر اس کے مستقل اصول، ضوابط، قوانین اور اصطلاحات مقرر کئے گئے اور قرآن و حدیث سے استنباط کے لئے اس کے لئے اصول اجتہاد وضع ہوئے اور پوری اسلامی دنیا میں مختلف فقہی مسالک وجود میں آ گئے، جن میں سے بعض کو دوام اور کافی شہرت ملی اور اب تک اس کے پیروکار اس پر عمل پیرا ہیں ان میں سے سرفہرست مسلک اور فقہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کا ہے جو فقہ حنفی کے نام سے مشہور ہے، فقہ حنفی کے فیض کو سب سے زیادہ پذیرائی عراق، ترکی، برصغیر اور وسط ایشیا میں ملی، یہاں کے باشندوں نے نہ صرف اسے عبادات و معاملات و معاشرت تک محدود کیا بلکہ اسے اپنی عدالتوں میں قانون کی حیثیت سے بھی تسلیم کیا، برصغیر میں انگریزی استعمار وتسلط سے قبل فقہ حنفی کو قانونی حیثیت حاصل تھی اور کئی سو سال تک یہاں بحیثیت قانون نافذ رہا، برصغیر میں فقہ حنفی کا آغاز کب ہوا؟ سلطنت مغلیہ کے عدالتی نظام میں فقہ حنفی کا کیا کردار رہا؟ برصغیر میں فقہ حنفی کی تنفیذ و اشاعت میں مغل حکمرانوں کا کیا کردار رہا؟ برصغیر میں فقہ حنفی کی ترویج و اشاعت میں قاضیوں ومفتیوں کا کیا کردار رہا؟ برصغیر میں فقہ حنفی کی ترویج و اشاعت میں مؤلفین اور فقہاء کا کیا کردار ہے؟ برصغیر میں فقہ حنفی کی ترویج و اشاعت میں مدراس دینیہ کا کیا کردار رہا ہے؟

ان سب سوالات کے جوابات آپ کو حضرت مولانا ڈاکٹر انوار علی باچا صاحب کی وقیع تاریخی دستاویز میں پڑھنے کو ملیں گے، یہ مؤلف موصوف کا پی ایچ ڈی مقالہ ہے جو انہوں نہایت عرقریزی اور جانفشانی سے محنت شاقہ کے بعد لکھا ہے جس پر ان کو علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری بھی تفویض کی گئی، اب اس کو انہوں نے مرتب کرکے ایک وقیع تاریخی کاوش کی صورت میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کی، مولف موصوف ایک علمی خانوادے کا چشم و چراغ احسان وسلوک سے وابستہ ایک جید عالم دین ہیں، یہ تحقیقی شاہکار انکی علمی وتحقیقی صلاحیتیوں کا بین ثبوت ہے ہر موضوع پر آپ نے بنیادی مصادر ومراجع کا مطالعہ کرنے کے بعد خامہ فرسائی کی ہے، یہ کاوش دینی مدارس کے طلباء واساتذہ کے علاوہ عصری جامعات کے طلباء واساتذہ کیلئے یکساں مفید ہے۔